عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۲۳ تا ۳۰/ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ مارچ ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۱۰

ہیمر کی حقیقت

آزادیٔ اظہارِ رائے

...یہ بڑے نصیب کی بات ہے

قادیانی مربی کی بے بسی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

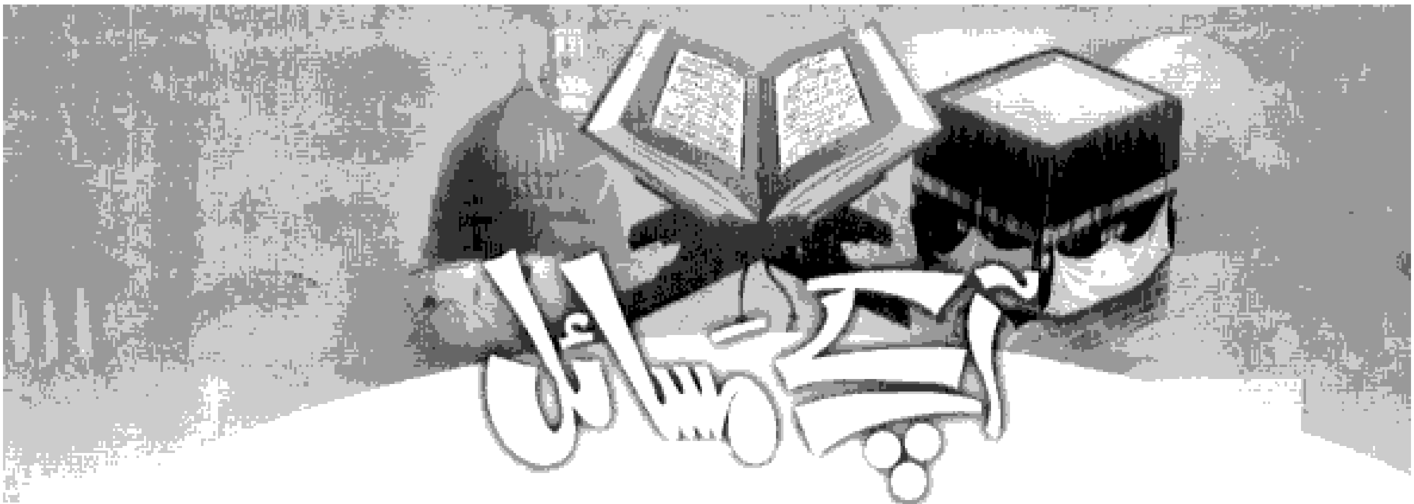

مولانا سعید احمد جلال پوری

گمشدہ رقم مالک تک پہنچانا

حق نواز، راولپنڈی

س:..... مجھے ۱۹۸۷ء میں مبلغ تین ہزار روپے راستے میں پڑے ہوئے ملے تھے، ان دنوں میرے اوپر کافی تنگ دستی کا عالم تھا، میں نے وہ رقم اٹھا کر سوچا کہ اپنی ضروریات پوری کروں گا، یہ رقم کوئی چوری تو نہیں کی، بہرحال اتنی دیر میں جس کے پیسے گم ہوئے تھے وہ ڈھونڈتے ہوئے آ گیا، میں نے سوچا آدھی رقم رکھ لوں اور آدھی اس کو دے دوں کہ مجھے تو صرف اتنی ہی رقم ملی ہے، میں نے مبلغ ۱۷۰۰ اس کو دے دیئے اور مبلغ ۱۳۰۰ اپنے پاس رکھ لئے وہ بار بار اصرار کر رہا تھا کہ میری رقم زیادہ ہے، میں نے کہہ دیا کہ مجھے صرف یہی پیسے ملے ہیں، کچھ عرصہ بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، وہ رقم بارہا واپس کرنے کی کوشش کی مگر میں اس کے آمنے سامنے ہوکر رقم دینے سے شرمندہ ہوتا تھا، تو اسی کشمکش میں کافی عرصہ ہوگیا، میں راولپنڈی میں مستقل رہائش پذیر ہوں، ان کا گاؤں ہمارے گاؤں سے تقریباً ۴ کلومیٹر دور ہے، ہمیشہ میرے دل کے اندر ایک کھٹک رہتی ہے کہ میں نے اس شخص کے ساتھ زیادتی کی ہے، آپ برائے کرم مجھے بہتر حل بتائیں کہ وہ رقم اس شخص کے نام مسجد میں دے دوں یا اس کے نام صدقہ خیرات کردوں یا کسی شخص کی وساطت سے اس تک پہنچادوں؟ کیونکہ میں خود اس کو دینے سے شرمندہ ہوں۔ جناب والا کی بہت مہربانی ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور عمر دراز عطا فرمائے۔

ج:..... آپ توبہ واستغفار کریں اور وہ رقم کسی کے ذریعہ سے چاہے ہدیہ تحفہ کے نام سے ہی کیوں نہ ہو، بھجوادیں، چونکہ رقم والا شخص موجود ہے، اس لئے اس کی طرف سے صدقہ نہ کریں، خود اس کو پہنچادیں۔

سود لینا دینا ناجائز ہے

سید شاہ عالم زمرد، راولپنڈی

س:..... بینک میں سود چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز بینک کے سودی کھاتے میں رقم جمع کرانا چاہئے یا نہیں؟

ج:..... سود لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں، اسی طرح سیونگ اکاؤنٹ کھولنا بھی غلط ہے، ہاں اگر کسی نے کھولا تھا اور اس میں سود ملا ہے تو وہ سود کی رقم لے کر کسی غریب اور مستحق زکوٰۃ کو بلا نیت ثواب دے دے اور آئندہ کے لئے وہ اکاؤنٹ بند کردے۔ چونکہ گھر میں رقم رکھنا مشکل ہے، اس لئے مجبوری کے درجہ میں کرنٹ اکاؤنٹ کھولنے کی اجازت ہے۔

طلاق بائن کے بعد طلاق

حاجی مظہر سلطان، کراچی

س:..... میں آپ سے طلاق بائن کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں، جمعہ والے اخبار کے اسلامی صفحہ میں اکثر یہ پڑھا ہے کہ طلاق بائن سے ایک طلاق ہوجاتی ہے اور تجدید نکاح کر کے شوہر بیوی آپس میں اکٹھے رہ سکتے ہیں اور شوہر کے پاس دو طلاقوں کا حق باقی رہ جاتا ہے۔

اب پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ طلاق بائن کے بعد شوہر ایک طلاق اور دے دیتا ہے تو قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا کیا حل ہے؟ کیا پھر تجدید نکاح کرنا پڑے گا، جبکہ شوہر کے پاس طلاق بائن کے بعد دو طلاقوں کا حق موجود تھا اور شوہر نے ان دو میں سے صرف ایک طلاق دی ہے اور ایک کا حق باقی ہے، روزنامہ جنگ کے اسلامی صفحہ میں اس سوال کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں؟

ج:..... اگر طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح سے قبل دوسری طلاق دی گئی تو وہ واقع ہی نہیں ہوگی، لیکن اگر بائن کے بعد تجدید نکاح کرنے کے بعد دوسری طلاق دی گئی تو وہ واقع ہوجائے گی، تاہم اب بھی اس کو ایک طلاق کا حق باقی رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Powered By: www.khatm-e-nubuwwat.info

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۹ ۲۳ تا ۳۰/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۵ تا ۱۸/مارچ ۲۰۱۰ء شمارہ: ۱۰

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسلمان ہی مصائب کا شکار کیوں؟	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
آزادیٔ اظہار رائے کا مطلب	۷	مولانا سید محمد واضح رشید حسنی
محبت رسول ایمان میں سے ہے؟	۱۰	ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
جہیز کی حقیقت	۱۳	مولانا محمد شاہنواز عالم قاسمی
سیرت پیغمبر آخر الزماں ﷺ (۳)	۱۵	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
قادیانی مربی کی بے بسی	۱۹	محمد ابو تمیم
یہ بڑے نصیب کی بات ہے!	۲۱	مولانا محمد اسحاق
نبوت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والتحیہ) (۳)	۲۳	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

پل صراط کا بیان

’’حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اہلِ ایمان کا شعار پل صراط پر ربّ سلّم سلّم ہوگا (یعنی اے رب! سلامتی سے پار کردیجئے)۔‘‘ (ترمذی ج:۲ ص:۶۶)

پل صراط جہنم کی پشت پر قائم ہوگا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، سب لوگوں کو اس پر سے گزرنا ہوگا، ہر شخص کی رفتار اس کے اعمال کے مطابق ہوگی، کوئی بجلی کی سی تیزی سے گزرے گا، کوئی طیاروں یا پرندوں کی اُڑان کی طرح، کوئی نہایت تیز رفتار گھوڑے کی طرح، کوئی آدمی کے دوڑنے کی رفتار سے، کوئی آدمی کی معمولی رفتار سے، کوئی شیرخوار بچے کی طرح رینگتا جائے گا اور کوئی کٹ کٹ کر جہنم میں گرے گا، نعوذ باللہ!

اس حدیثِ پاک میں فرمایا گیا ہے کہ پل صراط سے گزرتے ہوئے اہلِ ایمان کا شعار ’’ربّ سلّم سلّم‘‘ ہوگا، متعدد احادیث میں ہے کہ فرشتے اس کے دونوں جانب کھڑے ’’اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ‘‘ کہہ رہے ہوں گے، اور بعض روایات میں ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اس پر کھڑے ’’ربّ سلّم سلّم‘‘ کہہ رہے ہوں گے۔ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں کہ شدّتِ اہوال کی وجہ سے انبیائے کرام، ملائکہ اور اہلِ ایمان سب ہی سلامتی کی دُعا کریں گے، البتہ صحیح بخاری ’’باب فضل السجود‘‘ (ج:۱ ص:۱۱۱) میں ہے:

’’اور نہیں کلام کریں گے اس دن مگر رسول، اور رسولوں کا کلام اس دن ’’اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ‘‘ ہوگا۔‘‘

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ ایمان کلام نہیں کریں گے، حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس کلام کے اہلِ ایمان کا شعار ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خود بھی یہ کلمہ کہیں، بلکہ رسول یہ کلمہ کہیں گے اور اس کے ساتھ اہلِ ایمان کی سلامتی کی دُعا کریں گے، اس لئے اس کو اہلِ ایمان کا شعار فرمایا گیا۔ (فتح الباری ج:۱۱ ص:۴۵۴)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ نفی و اثبات کو مختلف حالات پر محمول کیا جائے، یعنی ایک خاص وقت میں تو رسولوں کے سوا کوئی کلام نہیں کرے گا، لیکن دُوسرے اوقات میں اہلِ ایمان بھی یہ دُعا کریں، واللہ اعلم!

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ضرور کروں گا! میں نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! پھر آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا، میں نے عرض کیا: اگر پل صراط پر آپ سے ملاقات نہ ہوسکے تو؟ فرمایا: تو پھر میزان کے پاس تلاش کرنا، میں نے عرض کیا: اگر میزان کے پاس بھی آپ سے نہ مل سکوں تو؟ فرمایا: پھر حوضِ کوثر پر مجھے تلاش کرنا، کیونکہ میں ان تین جگہوں سے چوتھی جگہ نہیں ہوں گا۔‘‘ (ترمذی ج:۲ ص:۶۶)

اس حدیثِ پاک میں دو چیزیں غور طلب ہیں، ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے پل صراط پر، پھر میزان پر اور اس کے بعد حوض پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کا حکم فرمایا، جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ پل صراط کا مرحلہ میزان سے پہلے اور حوض پر حاضری میزان کے بعد ہے، لیکن احادیثِ صحیحہ سے جو ترتیب معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حوض، میزان سے پہلے اور میزان، پل صراط سے پہلے ہے۔ ’’کوکب دُرّی‘‘ میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے یہ توجیہ نقل کی گئی ہے:

’’یہاں اوّلیت سے اولیتِ زمانی مراد نہیں، ورنہ صراط کا میزان سے اور میزان کا حوض سے مقدم ہونا لازم آئے گا، جبکہ روایات میں اس کے خلاف مصرح ہے، بلکہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ضرورت واحتیاج کے اعتبار سے تقدم ہے، گویا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلا مرتبہ تیرے مجھے تلاش کرنے کا اور سب سے زیادہ احتیاج کا موقع صراط ہے، پھر اس کے بعد ہول و شدّت میں میزان ہے، پھر حوض ہے۔‘‘

حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی) قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: اسی کے قریب وہ توجیہ ہے جو علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ عینیؒ سے نقل کی ہے:

’’سوال کا مدعا یہ تھا کہ کن مواقع میں مجھے آپ کی شفاعت کی احتیاج پیش آئے گی؟ جن میں آپ کو تلاش کروں تاکہ آپ مجھے اس گرداب سے نکالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ صراط پر، میزان کے پاس اور حوض کے پاس۔ مطلب یہ کہ وہ مواقع جن میں میری شفاعت کی احتیاج ہوگی وہ یہ تین مقامات ہیں۔‘‘ (کوکب الدری ج:۲ ص:۹۸)

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ: میرے نزدیک زیادہ راجح یہ توجیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف بری ان مواقع میں بار بار ہوگی، خصوصاً پل صراط پر، اس لئے پل صراط پر تشریف لے جانا حساب و کتاب وغیرہ سے پہلے بھی ہوگا...الخ۔ (کوکب دری ج:۲ ص:۹۸)

یہی توجیہ حاشیہ مشکوٰۃ (ص:۴۹۳) میں لمعات سے نقل کی گئی ہے، دُوسری توجہ طلب بات یہ ہے کہ اس حدیثِ پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو طلبِ شفاعت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مقامات پر تلاش کرنے کا حکم فرمایا، صراط، میزان اور حوض، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تین مواقع ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں ایک بار دوزخ کو یاد کرکے رو رہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ: میں جہنم کو یاد کرکے رونے لگی۔ پھر عرض کیا کہ: کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر کے لوگوں کو بھی یاد رکھیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’تین موقعوں پر تو کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا، ایک تو میزان کے پاس، یہاں تک کہ معلوم ہوجائے کہ اس کی میزان ہلکی ہوتی ہے یا بھاری؟ دُوسرے نامۂ اعمال ہاتھوں میں دیئے جانے کے وقت، یہاں تک کہ معلوم ہوجائے کہ اس کا نامۂ عمل کس ہاتھ میں دیا جاتا ہے، دائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے سے اس کے بائیں ہاتھ میں؟ اور صراط کے پاس جبکہ وہ جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۴۸۶)

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صراط و میزان پر کوئی سفارش کام نہیں دے گی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ’’لمعات‘‘ میں فرماتے ہیں کہ: یہ ارشاد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بطور مبالغہ فرمایا تاکہ وہ حرمِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کی وجہ سے اعتماد نہ کر بیٹھیں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شفاعت کا وعدہ اس لئے فرمایا کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ☆☆

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

مسلمان ہی مصائب کا شکار کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

بلاشبہ آج کا دور دجالی فتنوں اور نئے نئے نظریات کا دور ہے، زمانہ بوڑھا ہو چکا، ہم جنس پرستی کو قانونی جواز حاصل ہو چکا، ناچ گانے کی محفلیں عام ہو چکیں، دیکھا جائے تو یہ قرب قیامت کا وقت ہے، اس وقت مسلمانوں سے اللہ کی حفاظت و مدد اٹھ چکی ہے، مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہو رہیں، سچی بات یہ ہے کہ یہ اللہ کی ناراضگی، ظاہرداری، چاپلوسی، انانیت، خودپسندی اور امت کے زوال کا دور ہے، فتنہ وفساد عروج پر ہیں، خیر سے محروم لوگوں کی کثرت ہے اور خدا کی لعنت وغضب کا وقت ہے، اور یہود ونصاریٰ کی نقالی کامیابی کی معراج شمار ہونے لگی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگوں اور معاشرہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا قدر وقیمت ہوسکتی ہے؟ چنانچہ ایسے ہی دور کے لوگوں کے بارہ میں حدیث شریف میں ہے کہ:

"نیک لوگ یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جائیں گے، جیسے چھٹائی کے بعد ردی جو یا کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں، ایسے ناکارہ لوگ رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔" (صحیح بخاری کتاب الرقاق، ص:۹۵۲، ج:۲)

اس کے علاوہ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ: مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ ضرور ہے لیکن اللہ کی مدد آنے کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ:

"یاایھاالذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم" (محمد:۷)

ترجمہ:..."اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریں گے، اور تمہارے قدموں کو ثابت کریں گے۔"

لہٰذا جب سے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد چھوڑ دی ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں سے اپنی رحمت وعنایت اور مدد کا ہاتھ اٹھا لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ہر طرف کافر مسلمانوں پر اس طرح ٹوٹ رہے ہیں جس طرح دسترخوان پر چنے ہوئے کھانے پر لوگ ٹوٹتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں اس کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"وہ وقت قریب آتا ہے، جب تمام کافر قومیں تمہارے مٹانے کے لئے.... مل کر سازشیں کریں گی.... اور ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے دسترخوان پر کھانا کھانے والے.... لذیذ.... کھانے کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہماری قلت تعداد کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوگا؟ فرمایا: نہیں! بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوگے، البتہ تم سیلاب کی جھاگ کی طرح ناکارہ ہوگے، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب اور دبدبہ نکال دیں گے، اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دیں گے، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بزدلی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔" (ابوداؤد،ص:۵۹)

بتلایا جائے جس معاشرہ کا یہ حال ہو، اور جن مسلمانوں کے اعمال واخلاق کا یہ نقشہ ہو، وہاں اللہ کی مدد آئے گی یا اللہ کا عذاب؟

جہاں تک ارشاد الٰہی: "الا ان نصر اللہ قریب"... بے شک اللہ کی مدد قریب ہے... کا وعدہ ہے۔

اس سلسلہ میں بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ:

ا:... دنیا با خدا مسلمانوں کے لئے قید خانہ اور کفار ومشرکین کے لئے جنت ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر'' (ترمذی ص:۵۶ ج:۲)

ترجمہ:...... ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔''

یعنی عموماً کافر کی نسبت، مومن کو دنیا میں آفات و مصائب کا زیادہ سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ کافر کی دنیاوی کروفر اور راحت و آرام اور مومن کی تکلیف و تعذیب کو دیکھ کر مسلمانوں کو پریشان نہیں ہونا چاہئے، بلکہ مومن کی دنیا کی تکلیف و تعذیب اور مصائب و آلام کا، اس کی جنت کے ساتھ اور کافر کی ظاہری کروفر، خوش عیشی اور راحت و آرام کا اس کی جہنم کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو سمجھ آجائے گا کہ جس طرح کافر کی دنیاوی راحت و آسائش کی، اس کی جہنم کی سزا کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں، اسی طرح مسلمان کی دنیا کی عارضی تکالیف و مشکلات اس کی جنت اور آخرت کی راحت و آرام کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

۲:...... دنیا دارالعمل اور آخرت دارالجزا ہے اور ظاہر ہے جو شخص عملی میدان میں جتنا محنت و مشقت اور جہد و مجاہدہ برداشت کرے گا، بعد میں اسی تناسب سے اسے راحت و آرام میسر آئے گا اور جو شخص میدان عمل میں جتنا کوتاہی کرے گا، بعد میں اسی تناسب سے اُسے ذلت و رسوائی اور فضیحت و شرمندگی کا سامنا کرنا ہوگا، ٹھیک اسی طرح مقربین بارگاہ خداوندی کو بھی آخرت کی کھیتی یعنی دنیا میں جہد مسلسل اور محنت و مشقت کا سامنا ہے، مگر عاقبت و انجام کے اعتبار سے جلد یا بدیر راحت و آرام ان کا مقدر ہوگا، دوسری طرف کافر اگرچہ یہاں ہر طرح کی راحت و آرام سے سرفراز ہیں، مگر مرنے کے ساتھ ہی عذاب جہنم کی شکل میں ان کی راحت و آرام اور ظلم و عدوان کا ثمرہ ان کے سامنے آجائے گا۔

۳:...... کسی مسلمان کی تخلیق کا مقصد دنیا اور اس کی راحتوں کا حصول نہیں، بلکہ مسلمان کو جنت اور جنت کی لازوال و ابدی نعمتوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جنت کا حصول کچھ آسان نہیں، بلکہ جنت کے سامنے یا ارد گرد مشکلات و مصائب کی باڑھ لگائی گئی ہے اور دوزخ کے ارد گرد خواہشات کی باڑھ کی گئی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: حفت الجنۃ بالمکارہ و حفت النار بالشھوات.'' (ترمذی ص:۸۰ ج:۲)

ترجمہ:...... ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے گرد ناگواریوں اور مشقتوں کی باڑھ کی گئی ہے، اور دوزخ کے گرد خواہشات کی باڑھ کی گئی ہے۔''

اس لئے کسی نیک صالح مسلمان کا دنیا میں مشکلات و مصائب اور مکروہات سے دوچار ہونا دراصل حصول جنت میں کامیابی کی نشانی ہے، اور کفار و مشرکین اور معاندین کے لئے دنیاوی راحت و آرام یا خواہشات نفسانیہ کا مہیا ہونا ان کے عذاب نار و سقر سے دوچار ہونے کی علامت ہے۔

۴:...... بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے دنیا ہی میں انہیں مصائب و تکالیف میں مبتلا فرماتے ہیں، تاکہ اس کی کمی کوتاہیوں کا معاملہ یہیں نمٹ جائے اور آخرت میں ان کو کسی عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، تو دنیا میں ہی اس کو فوری سزا دے دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا موخر کردیتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو پوری سزا دیں گے۔'' (ترمذی)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کو جتنا بڑا ابتلاء پیش آئے، اتنی بڑی جزا اس کو ملتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں تو اسے ... مصائب و آلام سے ... آزماتے ہیں، پس جو شخص ... ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ... راضی رہا، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور جو شخص ناراض ہوا اس کے لئے ناراضی ہے۔''

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

آزادیٔ اظہار رائے

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے تنظیم اسلامی کانفرنس کی اس تجویز کی سخت مخالفت کی ہے، جس میں مذاہب و ادیان کے سلسلہ میں گستاخی اور زبان درازی پر روک لگانے کا مطالبہ کیا گیا ہے، انہوں نے اس پر اظہار رائے کی آزادی کے خلاف ہونے کا الزام دھرا ہے، نائب وزیر خارجہ مسٹر میکل پوسنر نے بھی اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ:

"امریکا اس تجویز کا شدید مخالف ہے جسے تنظیم اسلامی کانفرنس نے ممبر اسلامی ممالک کے مشورہ سے سلامتی کونسل میں پیش کرنے کے لئے تیار کیا ہے، کیونکہ آزادی اظہار رائے موجودہ تہذیب وتمدن کی بنیاد ہے، بلکہ ہماری تہذیب اور نظام زندگی کی اصل بنیاد ہے اور یہ تجویز آزادی رائے پر ہی پابندی عائد کرتی ہے، لہٰذا تنظیم اسلامی کانفرنس کا یہ قدم انتہاپسندانہ ہے۔"

(الشرق الاوسط ۲۸/ اکتوبر ۲۰۰۹ء لندن)

سچی بات تو یہ ہے کہ اس تجویز کو کسی خاص مذہب سے وابستہ نہ کیا جائے، اس لئے کہ اس میں کسی بھی مذہب کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کیے جانے کی مذمت کی گئی ہے، دین اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ ہر انسان کا احترام کیا جائے، کسی کے ساتھ بھی برا سلوک نہ کیا جائے، حتیٰ کہ مذاق، تمسخر، ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے اور برے القاب سے پکارنے سے روکا گیا ہے، چہ جائیکہ وہ ادیان و مذاہب کے سلسلہ میں نازیبا حرکات کی تعلیم دے:

"ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبوا اللّٰہ عدوا بغیر علم۔" (الانعام:۱۰۹)

ترجمہ: "اور انہیں دشنام نہ دو، جن کو یہ (لوگ) اللہ کے سوا پکارتے رہتے ہیں، ورنہ یہ لوگ حد سے گزر کر براہ جہل اللہ کو دشنام دیں گے۔"

"کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے، وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔" (الحجرات:۱۱)

تنظیم اسلامی کانفرنس نے یہ اقدام اس حملہ کو روکنے کے لئے اٹھایا ہے، جس کا نشانہ اسلام، نبی اسلام اور مسلمان ہیں، مغربی ممالک میں نبی رحمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور حیات طیبہ کو داغ دار کرنے کی سازشیں جاری ہیں، کبھی لٹریچر کے ذریعہ، کبھی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ، خاص طور پر ڈنمارک کے اخبار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کارٹون شائع کرکے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی، اسی پر بس نہیں بلکہ اس جرم کے ارتکاب میں دنیا کے متعدد اخبار شریک ہوئے، باوجود اس کے کہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی جانب سے اس کی مخالفت ہوئی، اس کی مذمت میں مظاہرے ہوئے اور احتجاج کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم ہوگیا، جس میں مسلمانوں کو جانی نقصان بھی اٹھانا پڑا، اس

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

کے بعد بھی اہانت آمیز کارٹون کی اشاعت پر روک نہیں گی (بلکہ اس گستاخے کا بار بار اعادہ کیا گیا) اور یہ غیر انسانی عمل جاری رہا، مختلف طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جاتی رہی، ان کی شبیہ بگاڑنے کے لئے ہر ممکن حربے اپنائے گئے حتیٰ کہ اہانت آمیز فلم "فتنہ" بھی سامنے آئی، حالانکہ اس طرح کے گھناؤنے اقدامات بین الاقوامی قانون کے تحت سنگین جرم شمار کئے جاتے ہیں اور اگر اہانت و توہین کا شکار شخص عدالت چلا جائے تو مجرم پر مقدمہ دائر ہوتا ہے اور اس پر جرمانہ عائد کیا جاتا ہے تو اس شخصیت کی شان میں گستاخی کرنے والے کا جرم کتنا سنگین ہوگا جس کے ماننے والے دنیائے جہاں میں ایک تہائی سے بھی زیادہ ہیں جو اپنی عزت، اپنا مال، اپنی جان، اپنی آبرو اور اپنے ماں باپ غرض سب کچھ اس پر قربان کرتے ہیں:

فان ابی و والدہ و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

ترجمہ: "میرے باپ اور ان کے باپ اور میری عزت محمد کی عزت پر قربان ہے اور دشمنان دین تمہارے مقابلہ میں سپر ڈھال ہیں۔"

اس بے لوث محبت اور فدائیت و جاں نثاری کا اندازہ ان احادیث شریفہ سے ہوگا، جن میں اس کو کمال ایمان کی شرط شمار کیا گیا ہے:

"لا یؤمن احدکم حتی
اکون احب الیہ من والدہ وولدہ
والناس اجمعین۔"

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مسلمان کے ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے، جس سے صرف اسلام اور اسلام کے متبعین ہی واقف ہیں، اس کی حقیقت کو وہ کیا جانیں، جنہوں نے اپنے دینی راہنماؤں کی خیالی تصویریں بناڈالیں اور ان کے سلسلہ میں اپنی خواہش کے مطابق پروپیگنڈا کیا، ان میں آسمانی دین کے ماننے والے کچھ ایسے بھی ہیں، جنہوں نے دینی کتابوں میں ڈھٹائی سے تحریف کی اور ان میں غیر مستند قصوں کا ڈھیر لگادیا، جن سے ان محترم شخصیتوں کی شان میں گستاخی ہوتی ہے، الغرض کسی بھی طرح وہ ان کے شایان شان نہیں ہیں۔

اس اہانت آمیز سلوک کی وجہ یورپ کی دین و اخلاق سے بغاوت ہے، بعض مغربی دانشوروں کی بے ادبی و گستاخی اس حد تک پہنچی کہ انہوں نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ خدا کا وجود ہی نہیں ہے، یہ عالم بغیر خالق کے وجود پذیر ہوا ہے، یہ دنیا اپنی فطرت پر رواں دواں ہے، مزید ان لوگوں نے انبیاء کی شان میں ایسی ایسی چیزوں کو منسوب کیا ہے جو کسی بھی طرح ان کی ذات سے میل نہیں کھاتی ہیں اور ان کے نزدیک مذہب انسان کا شخصی مسئلہ ہے، دین و مذہب کے سلسلہ میں آزادئ رائے قانونی حق ہے بلکہ تہذیب معاصر کی بنیاد ہے تو کیسے وہ غیروں کی معزز و محترم چیزوں کا پاس ولحاظ رکھیں گے، آزادئ رائے کا ان کا یہ نعرہ صرف دنیائے اسلام اور اس کی شخصیتوں تک ہی محدود ہے، اس کے برعکس کوئی شخص بھی ان کی سیاسیات، اجتماعیات، اقتصادیات اور اخلاقیات پر زبان نہیں کھول سکتا، کوئی اپنے زندہ یا مردہ سیاسی لیڈر کی تنقید کی جرأت نہیں کرسکتا اور نہ ہی اپنے سیاسی و اقتصادی نظام پر کچھ کہہ سکتا ہے، یہ تضاد بالکل واضح ہے اس کی موجودہ دور میں بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں، کہنے کو تو جمہوری نظام برپا ہے، لیکن اس کے معاملات آمریت جیسے ہیں، عوام الناس کو اتنی بھی اجازت نہیں ملتی کہ وہ اپنے سیاسی راہنما کی کسی بھی تجویز پر تنقید کرسکیں یا یہ کہ موجودہ نظام کی تبدیلی کا مطالبہ کرسکیں، اشتراکی نظام، مارکس، لینن، اسٹالین اور ترکی میں مصطفیٰ کمال اتاترک کے خلاف زبان کھولنا جرم ہے۔

موجودہ دور میں ایسے دانشوروں اور قائدین کو تختۂ دار پر لٹکائے جانے کی مثالیں ملتی ہیں، جن کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے اپنے سیاسی راہنماؤں کی تائید نہیں کی، بلکہ ان کی پالیسی اور طریقہ کار کی مخالفت کی، ان کی اس تنقید اور مخالفت کو بہت بڑی خیانت شمار کیا گیا اور ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

ہولوکاسٹ اور سامی دشمنی بین الاقوامی سطح پر قانونی جرم ہے، اگر کوئی ہولوکاسٹ پر نقد کرتا ہے یا یہودیوں پر تبصرہ کرتا ہے تو اسے مجرم گردانا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے، بات جب اپنوں کی آتی ہے تو قانون کا نام لیا جاتا ہے اور بات جب اسلام اور مسلمانوں کی ہوتی ہے تو آزادئ اظہار رائے کا راگ الاپا جاتا ہے، وہ آزادئ رائے کہاں ہے جسے موجودہ تمدن کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے؟ یہ مغربی تمدن کے دعویداروں کا کھلا تضاد ہے۔

یہ کہتے ہوئے تنظیم اسلامی کانفرنس کی تجویز کی مخالفت کرتا کہ اس سے آزادئ رائے کا حق سلب ہوتا ہے اور یہ اظہار رائے کے منافی ہے، اس کا مقصد صرف اسلام، مسلمان اور عربوں کی تنقید کا ایک حیلہ نکالنا ہے اور یہ اسلام اور اس کی تعلیمات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف نفرت و عداوت، بغض و عناد پھیلانے کا چور دروازہ ہے، جو صلیبی جنگوں کے معاً بعد ہی کھل چکا تھا، مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کا بیج بونے میں جس چیز کا سہارا لیا گیا، وہ مستشرقین اور متعصب یہودی اور عیسائی قلم کاروں اور محققین کی من گھڑت اور بے بنیاد کہانیاں ہیں جو انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گڑھ لی ہیں، ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، مصنف مستشرقین نے خود اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ یورپ نے علم وفن میں کافی ترقی کر لی ہے، لیکن اسلام اور پیغمبر اسلام کے تئیں اس کا نظریہ اور ذہنیت قرونِ وسطیٰ سے چنداں مختلف نہیں ہے، حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کی عظمت اور احترام کی تعلیم دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ" (البقرہ:۲۸۵)

ترجمہ: "رسول (خدا) اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی، ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی، سب خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کے متبعین یہود ونصاریٰ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں (اور جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی بشارت دی تھی) اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ قرآن پاک اور حدیث شریف میں بڑے ادب و احترام، نہایت عظمت وجلالت شان کے ساتھ موجود ہے۔

جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو نشانہ بنا رہے ہیں وہ در حقیقت اپنے انبیاء کی گستاخی کرتے ہیں اور اپنے اس نازیبا عمل کے ذریعہ اپنے دین کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں، اس کے ذریعہ وہ اخلاق کی ساری حدیں توڑ دیتے ہیں، بداخلاقی کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے؟ موجودہ تہذیب و تمدن اور اس کے چاہنے والوں نے اخلاق ومعاملات کے بخیے کر دیئے ہیں، انسانی شرافت کی دھجیاں اڑادی ہیں، اب تو یہ کہتے ہوئے بھی ان کو عار محسوس نہیں ہوتا کہ انسان کی اصل حیوان ہے اور حیوان کے اندر خیر وشر کے مابین تمیز کی صلاحیت مفقود ہوتی ہے۔

آزادی رائے کا یہ حسین لیبل اخلاق سوز، حیاء سوز، جرائم کو قانونی شکل دینے کا ایک ذریعہ ہے، پھر نہ قدریں ہوں گی، نہ اخلاق ہوں گے، نہ راہنما اصول پائے جائیں گے، نہ ضابطے ملیں گے، ملیں گے بھی تو وہی جو سیاسی قائدین نے وضع کر رکھے ہوں گے۔

آزادی رائے کی اس وقت کوئی معنویت نہیں رہتی جب حجاب پر پابندی عائد کی جاتی ہے اور ان لوگوں پر دست درازی کی جاتی ہے جن کا عقیدہ اور نظریہ حیات مغربی نظریہ اور حیات سے ٹکراتا ہے، جب کسی ایسے ملک پر فوج کشی کی جاتی ہے جس کا نظام ان کے نظام سے ٹکراتا ہو تو آزادی رائے کا کیا مطلب؟ آزادی رائے مذہبی شعائر، مذہبی مقدسات، عبادت خانوں اور اخلاقی وانسانی قدروں پر حملہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور انسانی معاشرہ میں جنسی بے راہ روی، اخلاقی انحراف کے فروغ کا کامیاب وسیلہ ہے۔

دنیا میں آج بھی کتنی قومیں ایسی آباد ہیں، جن کی گردنوں میں غلامی کا طوق لٹکا ہوا ہے، عقیدہ کی غلامی اور گفتار و کردار کی غلامی نے ان کی زندگی کی خوشیاں چھین لی ہیں، کسی خاص جگہ کا تذکرہ نہیں بلکہ دنیا میں کئی مقامات ایسے ہیں، جہاں انسانوں کو کسی بھی طرح کی آزادی حاصل نہیں ہے، کتنے ایسے لیڈران وقائدین ہیں جو بیسیوں سال سے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، جیل کی سلاخوں کے پیچھے ظلمت وتاریکی میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں، جہاں نہ روشنی ہے اور نہ ہی روشنی کی آس وامید، بہت سی پارٹیاں اور تنظیمیں ایسی ہیں جن پر پابندی عائد ہے، ان کو سرگرم عمل ہونے سے باز رکھا گیا ہے، جس سے ان کی ساری صلاحیتیں معطل ہو کر رہ گئی ہیں۔

کتنے قائدین ومفکرین ہیں جن کو جلاوطن کر دیا گیا، وہ خانہ بدوشوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، اس ڈر سے کہ آزادی رائے کے دلدادہ گرفتار کر لیں گے، لیکن حیرت ہے، آزادی رائے کے دعویداروں پر کہ انہوں نے ان غیر انسانی حالات سے چشم پوشی کر رکھی ہے اور وہ اس کو آزادی رائے کے خلاف بھی نہیں سمجھتے بلکہ عین مطابق گردانتے ہیں۔

آزادی رائے کا اصل مقصد اسلام اور مسلمانوں کی تابناک و شاندار تاریخ کو ملیا میٹ کر کے پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کی آگ لگا دینا ہے اور یہ کام یورپ میں کئی صدیوں سے جاری ہے، جسے یورپین اہل علم وقلم، فن کار اور سیاسی لیڈران انجام دے رہے ہیں۔ ☆☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

تیسری قسط

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر نور الدین عتر

محبتِ رسول ﷺ... ایمان میں سے ہے!

ترجمہ: مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

۵: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کثرت سے کرنا:

اور جب بھی آپ کا ذکر آئے آپ کی تعظیم کرنا بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ''محبت نام ہے محبوب کو ہر وقت یاد کرنے کا'' اور تمام عقلاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کا ذکر بار بار کرتا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ آپ کی تعظیم میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ''سیدنا'' استعمال کیا جائے، اور آپ کے نام کے ذکر کرنے یا سننے کے وقت خشوع خضوع کا اظہار کیا جائے، اور یہ بہت سے صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے حضرات سے ثابت ہے۔

بطور مثال حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تو تھرتھرانے لگے اور ان کے کپڑے بھی ہلنے لگے۔

یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے طاری ہوئی عنقریب صلح حدیبیہ کی حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور تعظیم کا بیان آنے والا ہے۔

۶: آپ ﷺ سے ملنے کا انتہائی شوق:

ہر محب اپنے محبوب سے ملنے کا مشتاق ہوتا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے والے کا کیا حال ہوگا وہ چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے اور آخرت میں آپ کی ذات سے ملاقات ہو، اسی لئے لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ''محبت تو محبوب کے اشتیاق کا نام ہے۔''

اس سلسلہ میں ایک مشہور واقعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہے کہ جب ان کو موت کا استحضار ہوا تو ان کی بیوی کی زبان سے پریشانی کی حالت میں یہ الفاظ نکلے ''واحرباہ'' ہائے میرا گھر ویران ہوگیا، تو اس کے جواب میں حضرت بلال رضی اللہ نے فرمایا:

'' واطرباہ، غداً ألقی الأحبۃ، محمداً و صحبہ''۔

ترجمہ: ''او میری خوشی! کل میں اپنے محبوبوں سے ملوں گا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے''۔

۷: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پڑھنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام پڑھنا، یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے یاد کرنے، آپ کی تعظیم کرنے اور آپ سے ملنے کا شوق رکھنے کا لازمی نتیجہ ہے اور اس سلسلہ میں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

[سورۃ الاحزاب:۵۶]

ترجمہ: ''اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر، اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔''

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

''من صلّی علیّ صلاۃ واحدۃ صلّی اللہ علیہ بہا عشراً'' اخرجہ مسلم و اصحاب السنن۔

ترجمہ: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

''الا ابشرک. إن اللہ عزوجل یقول: من صلّی علیک صلّیت علیہ، ومن سلّم علیک سلّمت علیہ'' رواہ احمد و حاکم وصححہ ووافقہ الذہبی''۔

ترجمہ: ''کیا میں آپ کو خوش خبری نہ سناؤں... اللہ عزوجل فرماتے ہیں، جس نے آپ پر درود پڑھا، میں اس پر رحمت

نازل کروں گا، اور جس نے آپ پر سلام بھیجا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

"إن أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم عليّ صلاة"

صححه ابن حبان

ترجمہ: "قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین کے لئے خصوصاً یہ حدیث قابل ذکر ہے جسے حضرت انس رضی اللہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من صلّى عليّ بلغتني صلاته، و صلّيتُ عليه، و كُتِب له سوى ذلك عشرُ حسناتٍ"

(طبراني في الاوسط باسناد لا باس به و له شواهد باسناد حسن عن ابن مسعود)

ترجمہ: "جس نے مجھ پر درود پڑھا، اس کا درود مجھ تک پہنچتا ہے اور میں اس کے لئے دعائے رحمت کرتا ہوں اور اس کے لئے دس مزید نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بمنزل مناجات کے ہے، کہ جب آپ یہ کہتے ہیں:

"اللّهم صلّ على سيدنا محمد و سلم"

ترجمہ: "اے اللہ رحمت اور سلامتی نازل فرما، ہمارے سردار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے ہیں:

"صلى الله عليك يا فلان"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی رحمت فرمائے، اے فلانے"۔

اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو ہمارے اوپر پھیر دے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری جانب سے وہ بہترین بدلہ دے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے محبت کرنا:

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دوسروں کی نسبت زیادہ تھی، اس لیے کہ یہ محبت مشاہدے اور دیکھنے کی تھی، اور دیکھنا اور سننا برابر نہیں، (شنیدہ کے بود مانند دیدہ)

یہاں تک کہ جو حضرات آخر میں اسلام لائے، وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکمال کے معترف تھے، کیونکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور آپ کی نبوت کے دلائل کا خود مشاہدہ کیا تھا۔ لیکن ان کیلئے قبول حق سے جو چیز رکاوٹ بنی وہ حمیت جاہلیت اور اپنے باپ دادوں پر فخر کرنا تھا، لیکن جوں ہی اس حمیت کا پردہ چاک ہوا، وہ ایمان لے آئے، اور ان کا ایمان بھی عظیم ایمان تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت بھی عظیم تھی، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان سنئے کہ:

"ما كان احد احبّ اليّ من رسول الله صلى الله عليه و سلم..."

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کوئی بھی محبوب نہ تھا"۔

اور ان ہی جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی عقل سلیم نے ان کی راہنمائی کی اور وہ اسلام لے آئے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کردیا، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیف اللہ، اللہ کی تلوار کا لقب دیا۔

یہی وہ خالد ہیں جن کی زبان سے وفات کے وقت یہ الفاظ نکل رہے ہیں:

"حضرت مائة معركة، وما في جسمي موضع إلا فيه ضربة بسيف، أو طعنة برمح، او رمية بسهم، ثم ها انذا أموت على فراشي كما يموت البعير، فلا نامت أعين الجبناء"۔

ترجمہ: "میں سو معرکوں میں شریک رہا ہوں اور میرے جسم میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تلوار، نیزہ یا تیر کے زخم کا نشان نہ ہو لیکن اب بستر پر مر رہا ہوں جیسے اونٹ اپنی جگہ مرتا ہے اللہ کرے بزدلوں کو نیند نہ آئے۔"

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات مشہور اور تواتر سے ہم تک پہنچے ہیں اور خاص خاص افراد کے حالات بھی صحیح اور ثابت ہیں، اس لیے یہاں ہم ان کے حالات کو نہایت اختصار سے ذکر کرتے ہیں۔

اور اس کی ابتدا ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات سے کرتے ہیں جن کو مکہ مکرمہ میں سخت ترین ایذائیں دی گئیں اور انہوں نے اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے اس کا مقابلہ کیا، حضرت بلالؓ جن کی زبان سے: "احد احد" کی آواز بلند ہوتی ہے، اور وہ اس شدید ترین عذاب کو ایمان کی حلاوت اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی چاشنی سے

ملا دیتے ہیں اور جس کے بعد حضرت بلالؓ اور ان جیسے دوسرے حضرات ۔ رضی اللہ عنہم ۔ اس ایذا اور عذاب کی پرواہ نہ کرتے تھے، چاہے وہ کتنا ہی سخت ہو۔

غزوہ بدر میں صحابہ کرام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

اہل بدر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جانوں کا قربان کرنا سب کو معلوم ہے۔ اگر۔ معرکہ بدر کی تیاری کے وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار کے بڑے سرداروں میں سے تھے، اور جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنانے کا مشورہ دیا تا کہ آپ اس کے سائے میں بیٹھیں۔ انہوں نے فرمایا:

"یارسول اللہ! مدینہ میں کچھ لوگ ایسے پیچھے رہ گئے ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ میں آپ سے زیادہ محبت کرنے والے نہیں، اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ آپ کو جنگ درپیش ہوگی تو وہ ہرگز آپ کے پیچھے نہ رہتے، اللہ ان کی وجہ سے آپ کی حفاظت فرمائے گا وہ آپ کے خیر خواہ ہیں، آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والے ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنایا گیا جس میں آپ نے آرام فرمایا اور سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کو تلوار اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری کی جرأت نہیں ہوئی، پھر جب معرکہ شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کی صفوں میں داخل ہو گئے، اور زرہ پہنے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴾ [القمر: ۴۵]

ترجمہ: "اب شکست کھائے گا یہ مجمع اور بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت پر یہ غزوہ بدر شہادت ہے، ایسی محبت جس میں اپنی جان اور ہر قیمتی چیز کی قربانی ہے، جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرار فرمایا۔

غزوہ رجیع میں صحابہ کرامؓ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

مشرکین نے قراء صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر عہد شکنی کی اور جب مقابلہ ہوا تو بعض کو قتل کر دیا اور دو صحابہ ان مشرکین کے امن کے وعدے سے دھوکا کھا کر ان کی قید میں چلے گئے۔ اور پھر وہ ان کو مکہ مکرمہ لے گئے، تا کہ مکہ کے مشرک ان کو اپنے ان مقتولین کے بدلے میں قتل کریں جن کو مسلمانوں نے بدر میں قتل کیا تھا۔ وہ دو حضرات: زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔

حضرت خبیب رضی اللہ سے مشرکین نے کہا: کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تمہاری جگہ محمد ہوتے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

اللہ عظیم کی قسم! ہرگز نہیں۔ مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے بدلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھ جائے۔

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ سے مشرکین کے سردار ابوسفیان نے قتل کے وقت کہا: اے زید! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، بتاؤ! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ محمد اس وقت ہمارے پاس تمہاری جگہ ہوتے اور ان کی گردن مار ڈالی جاتی، اور تم اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کہ بخدا مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی اس وقت تشریف فرما ہیں وہاں ان کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھے اور اس سے ان کو تکلیف ہو، اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں۔

اس پر ابوسفیان نے کہا: میں نے لوگوں میں کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتا نہیں دیکھا جتنا کہ محمد کے صحابہ محمد سے محبت کرتے ہیں۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت پر یہ شہادت کافی ہے۔ (جاری ہے)

عمر کوٹ میں 19 خاندان پر مشتمل 110 افراد کا قبول اسلام

(رپورٹ: مولانا عبداللطیف تونسوی) بتاریخ ۲۷/ جنوری ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۱/ صفر المظفر بروز بدھ، بمقام چھور ضلع عمرکوٹ کے رہائشی ۱۹ خاندان جو کہ ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا محمد یعقوب (ممبر مسلم ویلفیئر ٹرسٹ) کی کوششوں اور محنت کی برکت سے اللہ تعالی نے ۱۱۰ افراد کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلک کثیرا۔

قبول اسلام کی یہ بابرکت تقریب گوٹھ عمر شیخ (نزد ومبالو ضلع بدین) میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں معززین علاقہ، علماء کرام، سیاسی و مذہبی نمائندوں نے شرکت کی۔ خصوصاً جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا نذیر احمد مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی، ڈاکٹر مطلوب حسین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے مبلغ مولانا عبداللطیف تونسوی شہر کی جامع مسجد کے خطیب مولانا نور محمد سمیت دیگر حضرات نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالی نومسلموں کو استقامت نصیب فرمائے تمام مسلمانوں کو اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جہیز کی حقیقت

مولانا محمد شاہنواز عالم قاسمی

عصر حاضر میں خاندانی ادارے کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے، ان سب کا احاطہ تو شاید ممکن نہ ہو، ہر معاشرے میں یہ چیلنج ایک دوسرے سے مختلف ہیں، بلکہ بعض حالات میں متضاد بھی، مثلاً کہیں جہیز کا اژدہا بے شمار جوانیوں کو چاٹ جاتا ہے اور ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں عفت مآب دوشیزائیں ہوس پرست نوجوانوں اور ان کے والدین کی ''ھل من مزید'' کی خواہشات کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں، دوسری طرف کوئی باپ اپنی جوان بیٹی کی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنے کے لئے دندان حرص تیز کر رہا ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو طرفہ ہوس پرستوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''عورت سے نکاح چار اسباب کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کے باعث، اس کے حسن وجمال کے سبب سے اور اس کے دین کے تعلق سے، لہٰذا تم دین دار خواتین کو منتخب کرو۔''

(مسلم:۲۶۶۱، بخاری:۲۷۰۰)

نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی ایسا شخص جس کے دین اور اخلاق پسندیدہ ہوں نکاح کا پیغام دے تو اس سے نکاح کر دیا کرو، بصورت دیگر زمین میں فتنہ وفساد برپا ہوگا۔''

(سنن الترمذی:۱۰۰۴)

نکاح کے لئے مال ودولت کو معیار بنانا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور نہ آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، ارشاد ربانی ہے:

''اگر وہ غریب ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی فرما دے گا۔'' (النور:۱۸)

جہیز کی حقیقت:

جہیز اور بری یہ دونوں درحقیقت زوج (لڑکے والوں کی) طرف سے زوجہ یا اہل زوجہ کو ہدیہ ہے اور جہیز جو درحقیقت اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے فی نفسہ امر مباح بلکہ مستحسن ہے۔ (اصلاح الرسوم ص:۵۶)

اگر خدا کسی کو دے تو بیٹی کو خوب جہیز دینا برا نہیں، مگر طریقے سے ہونا چاہئے، جو لڑکی کے کچھ کام بھی آوے۔ (حقوق البیت ص:۵۲)

جہیز میں قابل لحاظ امور:

جہیز میں اس امر کا لحاظ رکھنا چاہئے:

اول تو اختصار یعنی گنجائش سے زیادہ کوشش نہ کرے۔

دوم یہ کہ ضرورت کا لحاظ کرے، یعنی جن چیزوں کی ضرورت فی الحال ہو وہ دینا چاہئے۔

سوم یہ کہ اعلان نہ ہو، کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے، دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے جو اس روایت میں مذکور ہے تینوں امر ثابت ہیں۔

(اصلاح الرسوم ص:۹۳)

حضرت فاطمہؓ کا جہیز:

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز یہ تھا: دو یمنی چادر، دو نہالی جس میں السی کی چھال بھری تھی، چار گدے، چاندی کے دو بازو بند، ایک

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

کملی، ایک تکیہ، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ (ازالۃ الخفاء واصلاح الرسوم ص:۹۳)

حضرت فاطمہؓ کے جہیز کی حقیقت:

ہمارے معاشرے میں جب جہیز کی بات آتی ہے تو سارے عہد نبوی سے ایک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اکلوتی مثال کو اس قدر زور بیان اور قوت استدلال فراہم کردیا جاتا ہے، گویا سنت نبوی کا تمام تر انحصار اسی پر ہے۔ سیدہ فاطمہؓ کے اسباب کے ذریعے جہیز کو مسنون ثابت کرنے والے شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دیگر صاحبزادیاں تھیں، آپؐ نے انہیں کتنا سامان جہیز دیا؟ اگر نہیں دیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تلقین فرمارہے ہیں:

''اولاد کو عطیہ دینے میں مساوات کو پیش نظر رکھو۔'' (بیہقی)

ایک صحابی نعمان بن بشیرؓ اپنے ایک بیٹے کو عطیہ دینے کے سلسلے میں گواہ بنانے حاضر ہوئے تو آپؐ نے پوچھا: کیا ساری اولاد کو اسی طرح کے عطیات دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو آپؐ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور اولاد کے بارے میں انصاف سے کام لو، کسی ایک کو دینا دوسرے کو نظر انداز کردینا ظلم ہے اور میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔'' (متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یہ معاملہ آتا ہے تو ایک بیٹی کو جہیز دے کر روانہ کرتے ہیں اور دوسری بیٹیوں کو نظر انداز کردیتے ہیں، حالانکہ آپ کا ارشاد ہے: ''میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟''

بخدا دامن نبوت ہر قسم کی ناانصافی سے پاک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر صحیح روایت سے یہ ثابت ہوجائے کہ آپؐ نے سیدہ فاطمہؓ کے گھر کا سامان اپنے پاس سے دیا اور ان چار سوای دراہم سے نہیں خریدا گیا جو حضرت علیؓ نے اپنا واحد اثاثہ غزوہ بدر میں ملنے والی زرہ کو فروخت کرکے حاصل کیا تھا تو بھی صورت حال علیحدہ تھی۔

> محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
> ''ختم نبوت کے کام کا بدلہ جنت ہے اور میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں۔''
> حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خوش بخت اور سعادت مند انسانوں کو قدرت ختم نبوت کے کام کے لئے قبول فرماتی ہے۔''

بعثت نبوی سے پہلے کی بات ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا ابو طالب کی معاشی تنگی کا شدت سے احساس تھا، ایک روز آپ نے اپنے دوسرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آیئے ہم ان کی مدد کرتے ہیں اور وہ اس طرح کہ ان کا ایک بیٹا میں لے لیتا ہوں ایک آپ لے لیں، اس طرح ان کی معاشی ذمہ داری کم ہوجائے گی، چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ کی کفالت کی ذمہ داری لی جو شادی تک آپؐ کے ساتھ رہے، چونکہ حضرت علیؓ کی کفالت آپ کے ذمہ تھی، اسی لئے مدینہ منورہ میں مواخات کے موقع پر جب ایک ایک انصاری اور ایک مہاجر کو بھائی بنایا گیا تو آپؐ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ میرا بھائی ہے۔

مطلب یہ تھا کہ اس کی کفالت جس طرح مکہ معظمہ میں میرے ذمہ تھی، اب بھی میرے ذمہ ہے، چونکہ حضرت علیؓ کی کفالت آپ کی ذمہ داری تھی، اس لئے حضرت علیؓ نے جب نیا گھر بسانے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے ان کے سرپرست ہونے کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے کچھ ضروری سامان ساتھ کردیا، جسے بعد میں ہوس پرستوں نے کچھ کا کچھ کردیا۔

مروجہ جہیز کی خرابیاں:

مگر اب جس طرح سے اس کا رواج ہے، اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہوگئی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ اب ہدیہ مقصود رہا نہ صلہ رحمی، بلکہ ناموری اور شہرت اور رسم کی پابندی کی نیت سے کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جہیز اور بری دونوں کا اعلان ہوتا ہے، متعین اشیاء ہوتی ہیں، خاص طرح کے برتن بھی ضروری سمجھے جاتے ہیں، جہیز کے اسباب بھی معین ہیں کہ فلاں چیز ضروری اور تمام برادری اور گھر والے اس کو دیکھیں گے، جہیز کی تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور اور جہیز کی فہرست سب کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے، آپ خود فرمایئے کہ یہ پوری ریا و دکھلاوا ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے۔ اگر صلہ رحمی مقصود ہوتی تو کیف ما اتفق جو میسر آتا اور جب میسر آتا بطور سلوک کے دے دیتے۔

اسی طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کے لئے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اٹھاتا، لیکن ان دونوں رسموں کو پورا کرنے کے لئے اکثر اوقات مقروض بھی ہوتے ہیں، گو سود ہی دینا پڑے اور گو باغ ہی فروخت یا گروی ہوجائے، پس اس میں التزام مالایلزم اور نمائش اور شہرت اور اسراف وغیرہ خرابیاں موجود ہیں، اس لئے یہ بھی بطریق متعارف (مروجہ طریقے سے) ممنوعات کی فہرست میں داخل ہوگیا۔

(ازالۃ الخفاء ص:۵۱، اصلاح الرسوم ص:۷۵)

آخری قسط

سیرت پیغمبر آخرالزماں ﷺ

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

ہجرت حبشہ:

قریش کے مسلسل مظالم سے تنگ آ کر کچھ مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت و مشورے سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے، یہ نبوت کے پانچویں برس کا واقعہ ہے، پہلے دس اور پھر ۸۳ مسلمان مرد و عورتوں نے ہجرت کی، وہاں کے بادشاہ نجاشی نے انہیں پناہ دی، قریش نے ان کی پناہ معطل کرنے کے لئے ایک سفارتی وفد حبشہ بھیجا، مگر اس کو اپنے ناپاک مقاصد کسی طرح حاصل نہ ہوئے، اسی دور میں دو نامور ابطال قریش اسلام کی آغوش میں آئے، ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ تھے اور دوسرے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما)... ان کے قبول اسلام سے مسلمانوں کو ایک گونہ قوت مل گئی، مگر اس کے ساتھ ساتھ زعمائے کفر کی ضد، دشمنی اور مخالفت بھی بڑھتی گئی۔

معاشرتی مقاطعہ:

سن ۷ ہجری میں قریش نے اپنے زعم میں اسلام کو ختم کرنے کی سازش تیار کر لی، بنی ہاشم کے خلاف معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) کا معاہدہ کر کے اسے بیت اللہ میں لٹکا دیا اور اہل ایمان کو شعب بنی ہاشم میں محصور کر دیا، مسلمانوں نے تین سال تک اس گھاٹی میں طرح طرح کی مشقتیں، صعوبتیں اور تکالیف برداشت کیں، یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ محصورین کو درختوں کے پتے کھا کھا کر گزارا کرنا پڑا، لیکن انہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اللہ کی راہ میں یہ ساری سختیاں برداشت کیں اور اُف تک نہ کی۔

عام الحزن:

تین سال بعد وہ معاہدہ باذن الٰہی دیمک کی خوراک بنا، بنی ہاشم اور مسلمانوں کو اس عذاب سے نجات ملی، مگر اس کے ایک ماہ بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی وفات کے بعد ایک ہفتے کے اندر اندر زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا گئیں، یہ سن دس نبوی کا واقعہ ہے۔ ان دونوں ہستیوں سے آپ کو بڑا حوصلہ ملتا تھا، ان کی وفات سے آپ نہایت غمزدہ ہوئے، اسی لئے تاریخ اسلام میں یہ سال جو کہ نبوت کا دسواں برس تھا، عام الحزن (غم کا سال) کہلاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے سفر طائف کا دردناک واقعہ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ، حکایات صحابہ میں اس دور کی تکالیف اور آزمائشوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مخصوص والہانہ انداز میں سفر طائف کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں:

''نبوت مل جانے کے بعد نو برس تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے اور قوم کی ہدایت اور اصلاح کی کوشش فرماتے رہے لیکن تھوڑی سی جماعت کے سوا جو مسلمان ہوگئی تھی اور تھوڑے سے ایسے لوگوں کے علاوہ جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے آپ کی مدد کرتے تھے، اکثر کفار مکہ آپ کو آپ کے صحابہ کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے، مذاق اڑاتے اور جو ہو سکتا تھا اس سے درگزر نہ کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بھی انہی نیک دل لوگوں میں تھے، جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی مدد فرماتے تھے، دسویں سال میں جب ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا تو کافروں کو اور بھی ہر طرح کھلے مہار اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا موقع ملا، تب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف بڑی جماعت ہے، اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے۔ وہاں پہنچ کر قبیلہ کے تین سرداروں سے جو بڑے درجے کے سمجھے جاتے تھے گفتگو فرمائی اور اللہ کے دین کی طرف بلایا اور اللہ کے رسول کی یعنی اپنی مدد کی طرف

متوجہ کیا مگران لوگوں نے بجائے اس کے کہ دین کی بات کو قبول کرتے یا کم سے کم عرب کی مشہور مہمان نوازی کے لحاظ سے ایک نو وارد مہمان کی خاطر مدارات کرتے، صاف جواب دے دیا اور نہایت بے رخی اور بد اخلاقی سے پیش آئے، ان لوگوں نے یہ بھی گوارانہ کیا کہ آپ یہاں قیام فرمالیں، جن لوگوں کو سردار سمجھ کر بات کی تھی کہ وہ شریف ہوں گے اور مہذب گفتگو کریں گے ان میں سے ایک شخص بولا:

''اوہو! آپ ہی کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔''

دوسرا بولا: ''اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور ملتا ہی نہیں تھا، جس کو رسول بنا کر بھیجتے۔''

تیسرے نے کہا: ''میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا، اس لئے کہ اگر تو واقعی نبی ہے جیسا کہ دعویٰ ہے تو تیری بات سے انکار کر دینا مصیبت سے خالی نہیں اور اگر جھوٹ ہے تو میں ایسے شخص سے بات کرنا نہیں چاہتا۔''

اس کے بعد ان لوگوں سے ناامید ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ فرمایا کہ آپ تو ہمت اور استقلال کے پہاڑ تھے، مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا، بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو، وہاں چلے جاؤ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے بالکل مایوس ہونے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ کا مذاق اڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر ماریں... حتیٰ کہ آپ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں واپس ہوئے، جب راستہ میں ایک جگہ ان شریروں سے اطمینان ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ! تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بے کسی اور لوگوں میں ذلت و رسوائی کی، اے ارحم الراحمین! تو ہی ضعفاء کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے، تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ کسی اجنبی بیگانہ کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور تیوری چڑھاتا ہے... یا کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا... اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے، تیری حفاظت مجھے کافی ہے، میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو، تیری ناراضگی اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو، نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت۔''

مالک الملک کی شان قہاری کو اس پر جوش آنا ہی تھا، چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور ایک فرشتے کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے، آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں، اس کے بعد اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جو ارشاد ہو اس کی تعمیل کروں، اگر ارشاد ہو تو دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں یا جو سزا آپ تجویز فرمائیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیم و کریم ذات نے جواب دیا کہ میں اللہ سے اس کی امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوئے تو ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ کی پرستش کریں اور اس کی عبادت کریں۔'' (حکایات صحابہؓ)

سفر معراج:

سفر طائف کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا عظیم معجزہ عطا فرمایا، آپ راتوں رات مکہ سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں اور عرش معلیٰ تک تشریف لے گئے، مسجد اقصیٰ میں آپؐ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی، آسمانوں پر آپ کو وہ عجائب قدرت دکھائے گئے جو اس سے قبل کسی نے نہ دیکھے، آپؐ نے جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا اور آخر میں اپنے رب کی تجلیات سے فیضیاب ہوئے اور پانچ نمازوں کا تحفہ لے کر واپس تشریف لائے۔

قبائل کو دعوت اسلام:

مکہ میں جب اسلام کی ترقی کے آثار نظر نہ آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم حج میں دیگر قبائل کو دعوت اسلام دینے کا کام شروع کر دیا، جب آپ مختلف قبیلوں کو اسلام کی دعوت دیتے تو ابو لہب بد بخت پتھر مارتا اور شور مچاتے ہوئے کہتا جاتا:

''اے لوگو! اس کی نہ سننا، یہ چاہتا ہے کہ تم لات و عزیٰ کی اطاعت کا طوق

اپنی گردنوں سے توڑ پھینکو۔“

بہر حال اس کوشش کے نتیجے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر پہلے ۱۰ نبوی میں قبیلہ خزرج کے چھ یا آٹھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا جو یثرب سے آئے تھے۔

بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ:

اگلے برس سن ۱۱ نبوی میں بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی، جس میں یثرب کے بارہ آدمیوں نے بیعت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا جن کی دعوت سے مدینہ سے قبا تک اسلام پھیل گیا۔

اگلے سال تہتر ۷۳ افراد نے حج کے موقع پر حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، نیز آپ کی مدد و نصرت کرنے، آپ کو دعوت اسلام کے لئے ٹھکانہ فراہم کرنے اور آپ پر جان و مال قربان کرنے کا وعدہ کیا، اسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے، اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے) نے انصار سے کہا:

”تمہیں معلوم ہے کہ قریش محمد کے جانی دشمن ہیں، اگر تم ان سے کوئی عہد کرنے لگو تو پہلے یہ سمجھ لینا کہ یہ سرخ و سیاہ لڑائیوں کو دعوت دینا ہے جو کچھ کرو سوچ سمجھ کر کرو، ورنہ بہتر ہے کہ کچھ نہ کرو۔“

مگر یہ سب کچھ جانتے ہوئے انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں جا بسیں تو یہ اپنے اہل و عیال کی طرح ان کی مدد کریں گے، اس وعدے کے ساتھ انہوں نے پوچھا:

”اے اللہ کے رسول! ہماری بھی یہ تسلی فرما دیجئے کہ آپ ہمیں چھوڑ تو نہ دیں گے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نہیں! تمہارا خون میرا خون ہے، تم میرے اور میں تمہارا ہوں، میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔“

ہجرت مدینہ:

اس عہد و پیمان کے نتیجے میں نبوت کے تیرھویں سال ہجرت کا تاریخی عمل شروع ہوا، اکثر صحابہ کرامؓ ہجرت کر کے یثرب (مدینہ منورہ) آ گئے جہاں دو سال میں اسلام کا پیغام خوب پھیل چکا تھا۔

ان کے جانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وحی کے مطابق ہجرت کا عزم فرمایا، ادھر سرداران قریش کا اتفاق رائے ہوا کہ سارے قبیلے مل کر آپ کو قتل کر دیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا، آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امانتیں سپرد کیں کہ یہ امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچائیں اور راتوں رات سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات آیتیں پڑھتے ہوئے اور ان کافروں کے سروں پر مٹی پھینکتے ہوئے اس طرح نکلے کہ ان میں سے کسی کی نگاہ آپؐ پر نہ پڑ سکی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رفیق سفر بنا کر شہر مکہ سے نکلے، اس وقت آپ نے شہر مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اے مکہ! تو کتنا پیارا شہر ہے اور مجھے کس قدر عزیز و محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔“

دوران سفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین دن تک غار ثور میں پناہ لی، تا کہ قریش آپ کو تلاش نہ کر سکیں، اس کے بعد ساحل کے ساتھ ساتھ ایک غیر معروف راستے سے آپ مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ میں داخلہ:

مدینہ کے انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور استقبال کیا، اہل مدینہ پر اس قدر خوشی کا دن اس سے پہلے نہ آیا تھا، وہ جان و مال آپؐ پر نچھاور کر دینے کے لئے تیار تھے، مرد، عورتیں، بچے بڑے سب چشم براہ تھے، انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں شعر پڑھ رہی ہیں:

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا

خادم علماء حق: حاجی الیاس علی سیٹھ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی‘ مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

یاد رکھئے اولڈ

ستارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2- سیل:0321-2984249-0323-2371839

ما دعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا
جئت بالامر المطاع

ترجمہ: ''قافلوں کے رخصت ہونے والے پہاڑ کے اس موڑ سے آج چودھویں کا چاند نکل آیا۔ جب تک دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ایک بھی نام لینے والا رہے گا ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہے گا۔ اے پیغمبر! آپ ایک قابل اطاعت شریعت لے کر آئے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدھی جا کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر جا ٹھہری، یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ماہ قیام کیا، ان دنوں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے خدمت اور ادب کی اعلیٰ مثال قائم کر کے دکھائی۔

تعمیر مسجد نبوی شریف:

مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی، مسجد کی جگہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی، یہ بچے بلا معاوضہ جگہ دینا چاہتے تھے، مگر آپ نے قیمت دے کر جگہ خریدی اور مسجد تعمیر فرمائی۔ یہی مسجد نبوی شریف ہے جو اسلام کا پہلا مرکز بنی، جہاں ہر وقت عبادت، ذکر، تعلیم، تلاوت، دعوت، جہاد اور اہم مشوروں کی روح پرور فضا نظر آتی تھی۔

جہاد اور فتوحات:

مہاجرین وانصار کی مشترکہ قربانیوں پر رحمت الٰہیہ متوجہ ہوئی اور فتوحات ونصرت کا دروازہ کھل گیا، جہاد کی مشروعیت ہوئی تو سن ۲ ہجری میں غزوہ بدر پیش آیا، یہ کفر واسلام کا پہلا معرکہ تھا، جس میں ۳۱۳ بے سروسامان فرزندان توحید کو تین گنا مسلح دشمن پر فتح حاصل ہوئی، ابوجہل اور امیہ بن خلف جیسے ستر (۷۰) مشرک سردار مارے گئے، حق غالب آیا اور مشرکین پر مسلمانوں کی ہیبت چھا گئی، پھر یکے بعد دیگرے سن ۳ ہجری میں احد اور سن ۵ ہجری میں خندق کے معرکے لڑے گئے، ہر میدان میں مسلمانوں نے اسلام کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائی اور پرچم نبوت کو سر بلند رکھا۔

سن ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ ہوئی، اسے خود قرآن مجید نے فتح مبین کا نام دیا، اس عارضی جنگ بندی کے دوران کفار کے باصلاحیت لوگوں نے اسلام قبول کیا، سن ۷ ہجری میں خیبر فتح ہوا اور یہود کو ان کے کرتوتوں کی سزا ملی۔ آخر کار رمضان سن ۸ ہجری میں فتح مکہ کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا، اس کے فوراً بعد مسلمانوں نے ہوازن یلغار کی اور غزوۂ حنین لڑا گیا، جس میں ابتداً شکست اور انجام کار فتح نصیب ہوئی اور اسلام پورے عرب میں پھیلتا چلا گیا۔ اگلے برس ۹ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر حج کے لئے بھیجا، یہ گویا ان کی خلافت کا اشارہ تھا، سب سے آخری غزوہ، غزوۂ تبوک سن ۱۰ ہجری کے موسم گرما میں وقوع پذیر ہوا، جس نے روم پر اسلام کی ہیبت بٹھا کر اسلام کو ایک عالمی طاقت بنا دیا۔

ان جنگوں میں سے جن کی آپ نے خود کمان فرمائی ان کی تعداد ۲۳ ہے، اصحاب سیر کا کہنا ہے کہ ان ۲۳ غزوات میں سے اکثر میں لڑائی کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا، جن غزوات میں باقاعدہ جنگ ہوئی وہ درج ذیل ہیں:

(۱) بدر کی پہلی جنگ، (۲) بدر کی دوسری جنگ، (۳) جنگ احد، (۴) جنگ احزاب یعنی خندق، (۵) جنگ بنی قریظہ، (۶) جنگ بنی مصطلق، (۷) جنگ خیبر، (۸) جنگ حنین، (۹) جنگ طائف۔

باقی غزوات میں لڑائی کے بغیر ہی دشمن دب گئے یا صلح ہو گئی یا کوئی اور صورت غلبہ پیش آ گئی۔ جن معرکوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہیں لے گئے انہیں سرایا کہا جاتا ہے، ایسی اسلامی جنگوں کی تعداد علماء سیرت نے ۴۴ بتائی ہے، مگر بعض اقوال میں ان سے زیادہ بھی تعداد آئی ہے۔

آخری غزوے یعنی غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے مناسک حج سیکھ لو، کہیں دوبارہ ملاقات نہ ہو پائے۔ ۹ ذوالحجہ ۱۰ ہجری کو آپ نے عرفات کے میدان میں حجۃ الوداع کا وہ تاریخی خطبہ دیا جو رہتی دنیا تک کے لئے منشور ہدایت ہے۔

حکمرانوں کو دعوت اسلام:

جہاد اور فتوحات کے دوران دعوت کا نظام برابر کام کر رہا تھا، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ بادشاہوں کے پاس اسلام قبول کرنے کے خطوط بھیجے جن میں سے کچھ مسلمان ہوئے، کچھ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی عزت کی اور جواب دیا کہ اسلام سچا ہے، مگر ہم رعایا کی خوف سے مسلمان نہیں ہو سکتے، کچھ بدبختوں نے صاف انکار کر دیا، انکار کرنے والے بادشاہوں میں سے ایک شاہ ایران خسرو پرویز بھی تھا جس نے آپ کے خط مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو فرمایا کہ اللہ پاک اس کی سلطنت کے بھی ایسے ہی ٹکڑے کر دے گا، جس طرح اس نے میرے خط کے ٹکڑے کئے ہیں۔ چنانچہ آپ کی پیشینگوئی ثابت ہو کر رہی اور اس بدبخت کو کچھ دنوں بعد اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا۔

☆☆......☆☆

قادیانی مربی کی بے بسی

محمد ابو تمیم

ہمیشہ کی طرح اس نوجوان قادیانی نے بھی یہی کہا کہ: ''مجھے تو کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں'' جب میں نے اس کو مرزائیت اور قادیانیت کے دلائل دینے کے لئے کہا، مگر یہ بھی قادیانی دھوکا دہی کی ایک چال ہے کہ قادیانیت اور مرزائیت کی بات چھپ چھپ کرتے رہو، جب کوئی مسلمان سوا سیر ٹکرا جائے تو معصوم بن کر جان چھڑانے کی کوشش کرو، اگر جان نہ چھوٹے تو بات کرنے کے بہانے اس مسلمان کو اپنے مربی کے پاس لے آؤ۔

چنانچہ گزشتہ دنوں ہمارے دفتر میں جب ایک قادیانی نوجوان سے بات ہوئی تو اس نے بھی اپنے مربی سے بات کرنے کو کہا، تو ہم نے (بھائی آفتاب، بھائی محمد حسنین اور راقم الحروف) کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ہم آپ کے مربی سے بات کریں گے، قادیانی نوجوان نے اسی وقت یہ بھی کہہ دیا کہ ہم کسی مولوی سے یا ختم نبوت کے مبلغ سے بات نہیں کریں گے (ان سے قادیانیوں کو ہمیشہ ذلت کا سامنا ہوا تھا) لہٰذا آپ کے ساتھ صرف عصری تعلیم یافتہ احباب آئیں، اس پر بھی ہم نے اس قادیانی سے کہا کہ ٹھیک ہے۔

اس کے بعد راقم نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی سے رابطہ کیا، جناب سید انوار الحسن اور مولانا قاضی احسان احمد سے بات ہوئی، مولانا قاضی احسان احمد نے ہمیں تیاری کے لئے بلایا اور ہماری مزید راہنمائی فرمائی اور اب ہم تین خدام ختم نبوت تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے جوش و ولولہ اور جذبہ ایمانی کے ساتھ تیار تھے۔ راقم نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی ویب سائٹ سے بھی کافی مواد اکٹھا کیا تھا، یوں ہم اس قادیانی نوجوان کے ہمراہ قادیانی مربی سے بات چیت کرنے کے لئے قادیانی کے گھر مقررہ جگہ پر جا پہنچے۔

قادیانی نوجوان اور ان کا مربی موجود تھا، چند اور قادیانی نوجوان بھی تھے، ابھی ہم نشست گاہ کی طرف گئے ہی تھے کہ ایک مرزائی نے کہا کہ ہمارے مربی کی بچی شدید بیمار ہے، لہٰذا ابھی بات کرنا ممکن نہیں ہے، ہم نے کہا کہ ہم اپنا وقت نکال کر طے شدہ پروگرام کے مطابق آئے ہیں لہٰذا کوشش کریں کہ ... مگر جواب انکار کی صورت میں ملا، اس دوران وہ مربی اس جگہ سے چلا گیا۔

ہم تینوں خدام ختم نبوت نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہم انتظار کر لیتے ہیں تاکہ کچھ تو بات ہو جائے، اس پر اس قادیانی نے کہا کہ مربی صاحب کا گھر دور ہے، ان کو آنے میں تاخیر ہو سکتی ہے، پھر کسی وقت بات کر لیں گے، گویا وہ قادیانی نوجوان اور مربی اس وقت جان چھڑانے کے موڈ میں تھے، لیکن ہم اصرار کرتے رہے کہ کوئی بات نہیں، ہم ابھی بیٹھے ہیں، اس سے قیمتی اور کیا کام ہوگا کہ ہم کسی گمراہ کی ہدایت کا ذریعہ بن جائیں؟ لیکن وہ اس پر تیار نہ ہوئے، تب ہم نے مشورہ کیا کہ جو قادیانی نوجوان یہاں اس وقت جمع ہیں ان کو دعوت دینے کی غرض سے بات کرتے ہیں، چنانچہ یہ طے کر کے ہم نے ان قادیانیوں سے بات چیت شروع کی۔

توجہ فرمایئے کہ وہ قادیانی مربی جس کا گھر کافی دور تھا، جس کی بچی شدید بیمار تھی، وہ جلدی واپس نہیں آ سکتا تھا جیسے ہی ہم نے ان نوجوان قادیانیوں سے بات شروع کی دو سے تین منٹ بعد وہ قادیانی مربی آ ٹپکا اور بات چیت میں شریک ہونے لگا، گویا قادیانیوں کا یہ طریقہ واردات ہے کہ مسلمانوں کو گھیرنے کی کوشش کریں جو سادہ لوح نوجوان آئیں گے ان کو اپنے جال میں قابو کریں گے مگر میرے ساتھی (باوجود بے ریش ہونے کے) رد قادیانیت کے اسلحہ سے لیس تھے، چنانچہ انہوں نے اس قادیانی مربی کو ٹلنے نہیں دیا۔

قادیانی مربی اپنے پسندیدہ موضوع ''وفات'' مسیح علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز کرنا چاہتا تھا، جبکہ خدام ختم نبوت میں سے راقم نے کہا کہ ہم تو مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات سے بات کی ابتدا کریں گے، اس لئے کہ اختلاف اور تفریق کی وجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات ہے، جب اس کی

ذات، اس کا کردار، اس کی شخصیت واضح ہو جائے گی تو پھر دوسری باتیں بھی کریں گے۔ وہ مربی ہمیں اسکول کالج کے عام طالب علم اور علمی لحاظ سے کمزور سمجھتے ہوئے بادل نخواستہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات پر بات کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

راقم الحروف نے ختم نبوت کی ویب سائٹ سے ''احمدی جواب دیں'' والے لنک سے کچھ سوال اس مربی سے کئے اور ان کے جواب دینے کو کہا؟ میرے ان سوالوں پر وہ مربی چونک گیا، اس کو توقع نہیں تھی کہ ہم ایسی باتیں کریں گے، لہٰذا اس مربی نے اسی وقت اپنے گھر پر فون کر کے ان کتابوں کا پوچھا مگر یہ کتابیں اس مربی کے پاس موجود نہیں تھیں (یا جواب نہیں تھا)۔

بہرحال مرزائی مربی نے کہا کہ اصل میں ان حوالوں میں سیاق وسباق کا خیال نہیں رکھا گیا اور یہ جو لکھا گیا ہے یہ سیاق وسباق سے ہٹ کر لکھا گیا ہے۔

بھائی آفتاب نے جواب دیا کہ یہ تو سیدھی سیدھی گالیاں ہیں، ان کا سیاق و سباق سے کیا تعلق؟ یہ بات یہاں سے شروع ہو رہی ہے اور یہاں ختم ہو رہی ہے، یہ بات بالکل الگ ہے تو اس کا جواب دیں؟

قادیانی مربی بوکھلا گیا اور کہا کہ آپ فکر نہ کریں، میں اگلی ملاقات میں ان تمام باتوں کا جواب دے دوں گا۔ درحقیقت قادیانی مربی مرزا غلام احمد قادیانی کے کردار کی بحث سے نکلنا چاہتا تھا، یہ بات کہتے ہی اس نے دوبارہ ایک اور آیت پڑھی اور ''وفات مسیح'' کا مسئلہ پھر شروع کرنا چاہا۔

اب بھائی محمد متین نے اس مربی سے پوچھا کہ آپ اس آیت کا ترجمہ کیسے کریں گے؟

مربی نے کہا کہ اس آیت کا ترجمہ لغت دیکھ کر کیا جائے گا۔

راقم الحروف نے اس قادیانی مربی سے کہا کہ آپ عربی لغت کیسے دیکھیں گے؟ اس کو دیکھنے کا کیا طریقہ ہے؟ کس طرح آپ معنی تلاش کریں گے؟ آپ ہمیں بھی بتائیں؟

اس پر قادیانی مربی کی بولتی بند ہو گئی، اس کو لغت دیکھنے اور معنی تلاش کرنے کا طریقہ بھی نہیں آتا تھا۔

قادیانی حضرات اپنی بدنصیبی پر غور کریں کہ جن کے پیچھے چل رہے ہیں، وہ لغت کی کتاب دیکھنے اور پڑھنے کے بھی لائق نہیں ہیں۔

اس ذلت و رسوائی کو وہاں موجود قادیانی نوجوانوں نے بھی محسوس کیا کہ ہمارے مربی کو لغت کی کتاب بھی دیکھنی نہیں آتی، اس موقع پر قادیانی مربی کی بے بسی قابل دید تھی۔

خدام ختم نبوت نے اس قادیانی ذلت کے بعد دوبارہ بات شروع کی تو مربی یکدم اٹھا اور کہا کہ: ''مجھے اس وقت بہت جلدی ہے، پھر کسی اور وقت بات کریں گے۔'' یہ کہہ کر دم دبا کر راہ فرار اختیار کی اور تادم تحریر اس بات کو کم از کم ایک ماہ گزر چکا ہے مگر قادیانیوں کی طرف سے نہ تو کسی سوال کا جواب ملا ہے اور نہ دوبارہ ملاقات کا عندیہ۔

جس قادیانی نوجوان کی وجہ سے مربی تک رسائی ہوئی تھی وہ بھی ایسے غائب ہو گیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ، قادیانی شکست خوردہ ہیں، اپنے نوجوانوں کو پڑھے لکھے مسلمانوں کے قریب جانے سے روک دیتے ہیں اور بھولے بھالے نوجوانوں کو پھانس لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مکروفریب سے محفوظ فرمائے۔ ہم سب مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا دفاع کرنے والا بنائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

صرف خاتم الانبیاء ﷺ کی وحی قیامت تک محفوظ رہے گی: مولانا اللہ وسایا

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ۲۱/فروری بروز اتوار سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقدہ جامع مسجد فاطمہ سیکٹر 4 میٹروول سائٹ میں عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کی وحی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہی۔ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی (قرآن کریم) قیامت تک محفوظ رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر بفرض محال آپ کے بعد کسی اور نبی و پیغمبر نے آنا ہوتا تو سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور آسمانی کتابوں کی طرح قرآن بھی اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہتا۔ یہ ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ قرآن کریم میں قیامت تک ردوبدل نہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب یا عقیدہ کا نام نہیں، بلکہ قادیانیت، اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بغاوت کا نام ہے۔ مولانا نے قادیانیوں کو للکارتے ہوئے کہا کہ جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے قادیانیوں کے خلاف جنگ جاری رہے گی، ہر پلیٹ فارم پر قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے کبھی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ کانفرنس سے مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا توصیف احمد نے بھی خطاب کیا، جبکہ تلاوت کلام پاک جناب قاری احسان اللہ نقشبندی نے کی۔

...یہ بڑے نصیب کی بات ہے

مولانا محمد اسحاق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا، ان سے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا کیا، پھر دونوں کے ملاپ سے انسانیت کو بڑھایا اور پھیلایا، انسانیت کی ہدایت وراہنمائی، انہیں اللہ کے اوامر و نواہی سے آگاہ کرنے اور راہ ہدایت پر چلانے کے لئے اولاد آدم سے انبیاء ورسل کو منتخب کیا، سلسلہ انبیاء کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی، اس عقیدہ کو عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے، یہ عقیدہ قرآن کی ایک سو آیات دو سو دس سے زائد احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدے پر استوار اور قائم ہے، اس عقیدے میں اگر ذرا سا بھی کوئی مسلمان شک وشبہ کرتا ہے تو وہ دولت ایمان سے محروم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خارج ہو جاتا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی اور رسول ماننا اور آپؐ سے محبت کرنا ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے، ہر کلمہ گو جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین، اولاد، عزیز، رشتہ دار، دولت وکاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ جانے وہ کامل مسلمان نہیں ہو سکتا، یہ اصول و قانون صحابہ کرامؓ سے لے کر قیامت تک ہر مسلمان پر یکساں لاگو و لازم ہے، اس سے ذرہ بھر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی بلندیوں سے گرا کر اسفل سافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کوتاہ نظر اور معکوس فکر کا حامل شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ گستاخی اور توہین کرتا ہے تو غیرت ایمانی سے لبریز اور حمیت اسلامی سے سرشار مسلمان کا خون کھول اٹھتا ہے، اس کے رگ وریشے میں بجلیاں کوندنے لگتی ہیں اور اس کا وجود غیظ وغضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے۔

مسلمانان عالم کا عقیدہ، جہاد پر لازوال ایمان اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا، ان کی کوشش تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کے دل سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت اور جہاد کی روح ختم کی جائے، اب چونکہ ایک نبی کی شریعت میں ترمیم وتنسیخ دوسرے نبی کے ذریعے ہی ممکن ہوتی ہے، اس لئے انگریزوں کی شہ پر قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف، مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا جس سے مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں، پھر مرزا قادیانی، مجدد، محدث، امتی نبی، ظلی / بروزی نبی، مثیل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے بالآخر باقاعدہ ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے دعوے تک جا پہنچا، یعنی باقاعدہ نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کیا اور ایک اعلان کیا کہ وہ خود محمد رسول اللہ ہے، قادیانی جماعت کے ذمہ داران بڑی ہوشیاری کے ساتھ مرزا قادیانی کی ان تصانیف سے منتخب اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں جو اس دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں، مرزا قادیانی اور ان کے رفقاء کی کتب میں ایسی روح فرسا تحریریں مرزا کے دعاوی اور عقائد کو ذکر کیا گیا ہے جنہیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے، آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں، سینہ چھلنی ہوتا ہے، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔

قرآن وسنت کی موجودگی میں کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں یہ رشد وہدایت کے دو سرچشمے ہیں جو کہ قیامت تک عالم اسلام کو سیراب کرنے کے لئے کافی ہیں، خلاصہ یہ کہ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں داخل ہے، اس کا انکار یقیناً کفر ارتداد میں داخل ہوتا ہے، جس سے کوئی تاویل وتحریف نہیں بچا سکتی۔

پوری ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی کافر، مرتد اور زندیق ہیں اور اس فتنہ کا استیصال اور قلع قمع ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ: ''قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔''

قادیانیوں کے کفریہ عقائد و عزائم اور علامہ اقبال کے مذکورہ قول کی روشنی میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اس کے بعد ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ کو صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸-بی اور ۲۹۸-سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو شعائر اسلام کے غلط استعمال اور اپنے جھوٹے مذہب قادیانیت کی تبلیغ سے روک دیا۔

بعدازاں پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں نے بھی حکومت کے ان فیصلوں کی توثیق کرتے ہوئے نہ صرف قادیانیوں کو اپنے کفریہ عزائم کی تبلیغ وتشہیر سے منع کردیا، بلکہ اس کی خلاف ورزی پر سزا بھی مقرر کی۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے، اس کی حفاظت میں جان بوجھ کر کوتاہی بہت بڑا گناہ ہے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار ہمیشہ غلط تاویلات اور جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام میں تبدیلی و تحریف کی کوشش کرتے رہے، منکرین ختم نبوت اپنی شپرہ چشمی کو آفتاب، کج فہمی کو دلیل، زہر کو تریاق اور ظلمت کو اجالا تسلیم کروانے پر مصر رہے، مگر امت مسلمہ نے دین اسلام میں ذرا بھی تبدیلی و تحریف یا کمی بیشی کو گوارا نہ کیا، بلکہ ہر قسم کے مشکل و نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دل و جان سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اور منکرین ختم نبوت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔

تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے پہریدار ہیں اور یہی لوگ مقام رسالت کے محافظ و پاسبان ہیں ایسے خوش نصیبوں کو اللہ اور اس کے رسول کی رحمت ہر وقت اپنی آغوش میں لئے رکھتی ہے، بلاشبہ بڑے کرم کے ہیں یہ فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سے تحفظ ختم نبوت کا کام ہمیشہ لیتا رہے۔ آمین۔ ☆...☆...☆

قادیانی گروہ اسلام اور پاکستان کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا: مولانا اللہ وسایا

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد ہارون اسلام پورہ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے جبکہ تلاوت کلام پاک کرنے کی سعادت قاری عبدالغفار ڈیروی نے حاصل کی اور نعتیہ کلام مولانا محمد قاسم گجر نے پیش کیا۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست میاں عبدالرحمن، مولانا عزیز الرحمن ثانی، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم سمیت علماء کرام اور عوام الناس نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ اللہ کے آخری نبی کو نہ ماننے والوں پر لعنت برستی ہے، قادیانی گروہ کسی صورت بھی اسلام، مسلمان اور پاکستان کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا، یہ لعنتی گروہ اپنے بیرونی آقاؤں کی گود میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے، تمام فتنہ وفساد کی جڑ یہی گروہ ہے۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مزید کہا کہ پاکستان میں توہین رسالت کرنے والوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، اگر حکومت نے ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے یا ترمیم و تنسیخ کرنے کی ناپاک کوشش کی تو ہم ہر فورم پر اپنا پُرامن احتجاج جاری رکھیں گے۔ قانون توہین رسالت تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخان کے لئے ہے اس قانون سے تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت و حرمت محفوظ ہوتی ہے۔

حلقہ منظور کالونی میں تربیتی نشست

کراچی... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کی زیر صدارت گزشتہ دنوں حلقہ منظور کالونی میں بعد نماز مغرب تربیتی نشست منعقد ہوئی جس میں دینی مدارس اور اسکول کے طلبا کے علاوہ عوام نے بھی بھرپور انداز میں شرکت کی۔ قاضی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ پڑھا، ختم نبوت کے حوالے سے آیات قرآن اور احادیث پڑھیں ختم نبوت کی اہمیت اور دور حاضر میں ختم نبوت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے تقریبا ۴۵ منٹ بیان کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جزو ہی نہیں بلکہ عین ایمان ہے، جس طرح جسم میں روح کی حیثیت ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، اسی طریقے سے ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مومن و مسلمان نہیں کہلاسکتا۔ قاضی صاحب نے قادیانیوں کے گمراہ کن اور غلیظ ترین عقائد کی نشاندہی کرکے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا۔ آخر میں عہد صحابہ کرامؓ کے دو واقعات بیان کئے، بیان کے بعد لوگوں کو قاضی صاحب نے ختم نبوت کے متعلق کام کرنے کی ترغیب دی اور لٹریچر سامعین میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے بعد ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں مدارس اور اسکول کے طلبا کو ختم نبوت کے کام کرنے کے متعلق بتلایا گیا۔ اس تربیتی نشست میں علمائے کرام خصوصاً استاذ القرا حضرت قاری عبدالستار محمود کوٹی، قاری فیض الرحمن ڈیروی، امام جامع مسجد عائشہ اور مولانا حفیظ الرحمن فاروقی نقشبندی نے بھی شرکت کی اور آخر میں قاضی صاحب نے اجتماعی دعا کی۔

نبوت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ)

مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ

چوتھی قسط

یہ بالکل ظاہر ہے کہ انسان کو اپنے خیالات کا چھوڑنا جن پر زمانہ طویل بلکہ پشت ہاپشت سے جما ہوا ہو طبعاً دشوار ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ اس کو مذہب اور نجات دہندہ طریق بھی سمجھے ہوئے ہو، کیونکہ اس کے ناقص یا باطل ہونے کا چونکہ وہم بھی نہیں ہوتا، اس لئے اس کے خلاف کلمہ سن کر مشتعل ہوجاتا ہے اور اتنا بھڑکتا ہے کہ غور وفکر کا بھی موقع نہیں ملتا اور اگر اس کے ساتھ تکبر ونخوت یا ریاست وحکومت بھی ملی ہوئی ہو تب تو مخالفت کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں رہتا، اور چونکہ اہل عرب میں عموماً اور بیت اللہ کے مجاور خاندان قریش میں خصوصاً یہ سارے مضامین موجود تھے اس لئے زمانہ دراز کے بعد جب ان کے کانوں میں شاہی سفیر کی پاک تعلیم جس میں ان کی روش اور چال کا بغاوت ہونا ظاہر ہوتا تھا دفعتاً پڑی تو ان کی حاکمانہ طبیعت، آزادانہ رفتار اور خود اختیاری عظمت نے ان کے سینوں میں آگ لگادی اور انہوں نے سفیر کی چالیس سالہ گزران اور زندگی بھر کے اخلاق حسنہ سے چشم پوشی کرکے اس منادی کا یہ جواب دیا کہ: اے شخص تم پر تباہی آوے کیا تم نے اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا؟

قاصد کے لئے سفارت کی حیثیت سے قوم کا اتنا جواب کافی تھا، کیونکہ وہ پیام پہنچاچکا اور علی الاعلان شاہی حکم اس کی مخلوق کو سناچکا تھا، مگر چونکہ آپ کی ذات رفع بغاوت اور اصلاح ہدایت کے لئے تجویز ہوئی تھی، اس لئے آپ ہی قوم کے اس کریہہ جواب سے بددل اور مایوس نہیں ہوئے، ہمت نہیں ہاری، گھبرائے نہیں، بلکہ اسی رغبت کے ساتھ ان کی خیر خواہی میں مصروف رہے اور چونکہ ساری اصلاح کا دارومدار صرف اس پر تھا کہ حق تعالیٰ کو ایک اور آپ کو اس کا سفیر وقاصد سمجھ لیا جائے تاکہ اصلاح کی جو کچھ تدابیر آپ تعلیم فرمادیں اور بادشاہ کی طرف جن جن احکام کو منسوب کریں ان کو حق سمجھا اور عمل کیا جاسکے، اس لئے پہلی پکار آپ کی یہی تھی کہ جس نے شاہنشاہی عظمت ملحوظ نہ رکھی یعنی اس کا کسی کو ساجھی گردانا یا میری رسالت وپیغمبری کو سچ نہ سمجھا، وہ کافر ہے اور اس کی سزا جہنم ہے جو سخت سے سخت مصیبتوں کا مخزن اور بے انتہا تکلیفوں کا گھر ہے۔

کسی باثر تعلیم کا رنگ پھیکا کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی موثر پہلو نہیں ہوسکتا کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں، اور بجائے اس کے کہ اس میں غور یا توجہ کریں اس کو اور اس کے لانے والے کو بہ نگاہ حقارت دیکھ کر تمسخر کے درجہ میں لاڈالیں، اس لئے اہل عرب نے بھی آپ کی پاک تعلیم کا اثر مٹانے کے لئے یہی پہلو اختیار کیا کہ جگہ جگہ ذلیل طریقہ پر آپ کے دعوے کا تذکرہ کرنے لگے، حقیر خطابات اور القاب سے آپ کو یاد کیا اور واہی تباہی شبہات کو دلیلیں بناکر گویا گلی گلی اور کوچہ کوچہ اشتہار دے دیا کہ لیجئے آپ کے ملک میں یتیم بچہ نبی ہوکر آیا ہے جو اپنے اہل ملک کو باغی وکافر اور بڑوں بوڑھوں کو بے عقل و بددین بتاتا ہے، اپنے آپ کو مصلح اور ہادی قرار دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ جس روش پر تم چل رہے ہو اس سے موجودہ اور آنے والی دونوں زندگیاں خراب و برباد ہوتی ہیں، اس تقریر سے مقصود صرف یہ تھا کہ آپ کی گفتگو پر کوئی شخص کان نہ لگادے اور سچائی کا وہم نہ کرے، مبادا اس کو غور کرنے کا موقع ملے اور آپ کو کامیابی ہوجائے۔

عام عرب چونکہ اپنے انداز قدیم کا شیفتہ بنا ہوا تھا، اس لئے جس نے بھی یہ سنا وہ مشتعل ہوکر آپ کو بغض اور نفرت کی نگاہوں سے دیکھنے لگا اور اب جدھر بھی آپؐ جاتے آنکھوں اور انگلیوں کے اشاروں سے آپؐ پر آوازے کسے جاتے، اور نئی تعلیم سے روکنے کی خاطر آپ کا طرح طرح سے دل دکھایا جاتا تھا کہ کسی طرح آپ اپنے منصب کو زبان سے بھی نہ ادا کریں، ہر چند کہ آپ اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنی چہل سالہ زندگی پیش کرتے تھے کہ آخر میرے چال چلن اور اخلاقی حالت کا تم اتنی مدت امتحان کرچکے ہو پھر خدا نے عقل دی ہے، ہوش دیا ہے اگر چاہو تو سمجھ سکتے ہو کہ جس نے عمر بھر زمین پر رہ کر کسی دنیوی بات میں بھی جھوٹ نہیں بولا، اور بچپن کے ناسمجھ زمانہ میں بھی کسی قابل نفرت حرکت کا مرتکب نہیں ہوا، وہ دفعتاً مخلوق کو چھوڑ کر خالق پر کیوں بہتان باندھنے لگا اور اتنی جرأت اس کو کس طرح ہوگئی کہ ایسے بڑے منصب کا دعویدار بن کر قوم میں تنہا کھڑا ہوگیا، جس کی تکمیل کے لئے کئی سو سمجھ داروں کی جماعت بھی نہیں کھڑی ہوسکتی، آخر سوچنا تو چاہئے کہ ہر دلعزیز شخص کو قومی مخالف بن کر اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالنے کا کیا سبب پیش آیا اور وہ کون سی طمع یا امید ہے، جس نے ناآشنا کانوں میں ایسی آواز ڈالنے کی ہمت دلائی جس پر نکتہ چینی کرنے کا ہر شخص کو حق حاصل ہوگیا، مگر آپ کی قوم نے ایک نہ سنی اور جب کہا یہی کہا کہ اے شخص جو خدائی سفیر ہونے کا دعویٰ کررہا ہے تجھ کو جنون ہوگیا ہے، اور ہم ایسے احمق نہیں ہیں کہ ایسی مہمل باتوں کو مان کر اپنا طریق زندگی چھوڑ بیٹھیں یا دب کر رہنا پسند کریں۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے

اگرچہ آپ کی سوانح عمری شہادت کافی تھی، مگر آپ نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا اور عام طور پر اعلان دے دیا کہ صاحبو! ایسے دل آزار طریقہ سے میرا دل مت دکھاؤ، ذرا خلوت اور جلوت میں سوچو اور میرے حالات سے بحث کرو کہ کیا دیوانہ شخص ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے جیسی میں کر رہا ہوں؟ کیا جنون کا یہی اثر ہوتا ہے جو مجھ پر ظاہر ہو رہا ہے؟ کسی امر واقع کا بلا دلیل جھٹلانا اور پکی بات کا مذاق اڑا لینا تو دوسری بات ہے، لیکن اگر غور کروگے تو معلوم ہوجائے گا کہ میرا باعظمت دعویٰ اور عالم میں انقلاب عظیم ڈالنے والا منصب ایسا معمولی نہیں ہے کہ بلا دلیل اس کی مخالفت کی جائے، لوسنو! میرے پاس شاہی فرمان موجود ہے جس میں میرے سچے سفیر ہونے کی کھلے الفاظ میں تصریح کردی گئی ہے، اس فرمان کا طرز تحریر شاہانہ انداز خود بتارہا ہے کہ رعایا اس کنارہ سے اس کنارہ تک کی ساری جمع ہوجائے تب بھی کوئی اس کی نقل نہیں اتار سکتا اور لو اب بھی میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اس کے شاہی فرمان ہونے میں شبہ ہو تو سب مل کر اس کی ایک سطر کی نقل تو اتار لاؤ، اور یہ بھی میں دعویٰ کرتا ہوں کہ قیامت آجائے گی مگر تم سے اس کے ایک فقرہ کی بھی نقل نہ اتر سکے گی پر نہ اتر سکے گی، پھر اس فرمان میں شاہی قوانین درج ہیں جن سے انسانی زندگی کا امن وآرام سے گزارنا بتایا گیا ہے، گزشتہ پیغمبروں اور امتوں کے سچے قصے بیان کئے گئے ہیں، تمدن سکھایا گیا ہے، اخلاقی تعلیم دی گئی ہے، جرائم کا انسداد کیا گیا ہے اور سب کچھ ایسے نرالے اور انوکھے طرز پر بیان کیا گیا ہے جس کو نہ نظم کہا جاسکتا ہے نہ نثر، اور کمال یہ ہے کہ مختلف مضامین اور حسب حال ضرورتوں کے تمام عنوانات سلطانی خطابات اور شاہی انشا پردازی کا جدا جدا ثبوت دے رہے ہیں کہ کہیں ایک لفظ میں بھی بے مثل ہونے کے دعویٰ سے چشم پوشی نہیں ہوسکتی، اس کے علاوہ پہلے زمانہ میں جتنے سفیر آئے میرے متعلق ان کی پیشینگوئی اور کھلے کھلے پتوں سے بشارات و اطلاعیں جداگانہ میری سچائی کا ثبوت ہیں اور تمہاری آئندہ زندگی کی جملہ ضروریات پوری کرنے کا ذمہ جو میں لے رہا ہوں، ان سے وقتاً فوقتاً میری صداقت پر یقین کا بڑھنا تم کو خود ظاہر ہوتا رہے گا۔

ہرچند کہ آپ نے سب کچھ سمجھایا مگر ضدی طبیعتیں جن کو اپنی پرانی لکیر کا فقیر بنا رہنا ہی پسند تھا آپ کے اقوال اور احوال میں غور کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوئیں اور اب پوری طرح دلوں میں ٹھان لیا کہ جس تدبیر سے ہوسکے ان کی زبان بند اور کام تمام کردیا جائے۔

عرب کے باشندے جن کی آزاد منشی کا کچھ نمونہ اب بھی بدوؤں میں موجود ہے گرم وخشک ملک میں پیدا ہونے کی وجہ سے جیسے بھی ہونے چاہئیں ظاہر ہے، خصوصاً اس وقت جبکہ جہالت کی گھنگھور گھٹائیں ان کو چار طرف سے گھیرے ہوئے تھیں اور ہر شخص گویا اپنے گھر کا بادشاہ اور اپنے خیالات و ارادوں کا مالک بنا ہوا تھا، پس جو کچھ بھی کر گزرتے وہ تھوڑا تھا اور خاص کر جبکہ بچہ بچہ پیتان شجاعت کا شیرخوار اور خانہ جنگی وقتل وخون کے بازار کا نام آور سوداگر کہلاتا تھا اور اس پر طرہ مذہبی مخالفت اور آبائی مذہب کی توہین جس کو ضعیف سے ضعیف شخص بھی گوارا نہیں کرسکتا، ایسی ظلمت خیز حالت میں ایک نفس کا قصہ طے کرنا کوئی بات نہیں تھی، مگر یہ آپ کی شاہنشاہی سفیر ہونے کی مستقل دلیل تھی کہ چار طرف مخالفت کی شعلہ زن آگ میں آپ اسی طرح محفوظ رہے جس طرح آپ کے جد امجد حضرت خلیل اللہ نار نمرودی میں محفوظ رہے تھے اور باوجود آپ کے تنہا بے یار ومددگار اور بلا نقیب وچوکیدار یا کسی قسم کے ظاہری محافظ ہونے کے بھی کوئی چھوٹا یا بڑا شخص آپ کا بال بیکا نہ کرسکا۔ (ماہتاب عرب، ص:۲۲)

(جاری ہے)

حاجی محمد صابر خانؒ کا انتقال

مانسہرہ… ضلع مانسہرہ کی معروف مذہبی اور سماجی شخصیت جناب حاجی محمد صابر خان صاحبؒ گزشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے سے اچانک انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے تین دن قبل ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے مرحوم عرصہ دراز تک سعودی عرب میں مقیم رہے، آج کل پاکستان میں تھے۔ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے گہرا قلبی واصلاحی تعلق تھا، مہینہ میں کم از کم دو تین مرتبہ حضرت والا مدظلہ کی زیارت کے لئے خانقاہ سراجیہ تشریف لے جاتے تحفظ ختم نبوت، دفاع صحابہؓ اور تمام دینی امور میں گہری دلچسپی لیتے اور تمام کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ تحفظ ختم نبوت کے میدان میں مرحوم نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ عدالت میں قادیانیوں کے خلاف کیس کی پیروی کرتے، آپ ایک نیک، صالح، متقی انسان تھے، نماز تہجد کے پابند تھے۔ آخری وقت میں آپ کی زبان پر کلمہ طیبہ کا ورد جاری تھا۔ مرحوم کی نماز جنازہ مفتی وقار الحق عثمان نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اہل وعیال کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین۔ تمام قارئین ختم نبوت سے خصوصی درخواست ہے کہ جملہ مرحومین امت مسلمہ کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں حق تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے بروز قیامت شفاعت محمدی نصیب فرمائے۔

خبروں پر ایک نظر

ختم نبوت کانفرنس سکھر کے سلسلہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورۂ سندھ

خیر پور میرس (رپورٹ: مولانا تجمل حسین) ۲۴/صفر المظفر بروز منگل بمطابق ۹/فروری ۲۰۱۰ء بعد نماز ظہر حضرت مولانا اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے جامعہ دار الہدیٰ ٹھیڑی میں طلباء، علماء سے خطاب کیا اور حاضرین کے سامنے کذبات مرزا قادیانی کو بیان فرمایا اور تمام حاضرین سے سکھر کانفرنس میں شرکت کا وعدہ لیا۔

نماز عصر جامعہ حیدریہ خیر پور میرس میں پڑھی اور حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی قبر مبارک پر فاتحہ پڑھی اور مولانا ثناء اللہ برادر صغیر علامہ حیدری صاحبؒ سے تعزیت کی اور تمام ساتھیوں کو سکھر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، بعد نماز عشاء حکیم عبدالواحد بروہی صاحب کے مدرسے دار الفیض رانی پور میں جلسہ منعقد کیا گیا، نماز عشاء کے بعد راقم نے بیان کیا، پھر حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حاضرین سے خصوصی خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت کو قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان فرمایا اور حاضرین سے سکھر کانفرنس میں شرکت کا وعدہ لیا۔

۲۵/صفر المظفر بروز بدھ صبح ۱۱ بجے جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے علماء و طلباء سے خصوصی بیان فرمایا بعد نماز ظہر مدرسہ جامعہ انوار العلوم کنڈیارو میں ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں مقامی علماء اور نعت خواں حضرات نے بھی شرکت کی پھر راقم نے بیان کیا اور حضرت مولانا اسماعیل صاحب نے حاضرین سے خصوصی خطاب فرمایا اور اس جلسہ کے اختتام پر تمام حاضرین سے سکھر کانفرنس میں شرکت کا وعدہ لیا اور یہ وعدہ لیا کہ ہم سب آئندہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں گے۔

عصر کی نماز پر پھریاشی کے قریب گوٹھ رب رکھیو سولنگی میں نوجوان عالم دین مجاہدین ختم نبوت مولوی عبدالہادی سولنگی کی وفات پر ان کے گھر والوں سے مجلس کی طرف سے تعزیت کی۔ جامعہ عربیہ مخزن العلوم کے ناظم مولانا جاوید الرحمٰن اور مولانا اشفاق الرحمٰن نے جمعیت طلباء و علماء اسلام کے تعاون سے ختم نبوت کانفرنس منعقد کی۔

کانفرنس کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک سے کیا گیا اور حاکم علی بھرٹ نے ختم نبوت پر نظم پیش کی، اس کے بعد مولانا جاوید الرحمٰن نے بیان کیا پھر راقم نے عقیدۂ ختم نبوت پر بیان کیا بعد نماز عشاء حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے ''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور موجودہ حالت میں ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اور قادیانیوں اور ان کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ حضرت نے مزید فرمایا کہ صدر آصف علی زرداری کو چاہئے کہ اپنے باپ بھٹو (کیونکہ سسر بھی باپ کی طرح ہوتا ہے) کی طرح کردار ادا کریں اور جس طرح بھٹو نے اپنے دور حکومت میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا، اسی طرح اب صدر آصف علی زرداری کو بھی چاہئے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ میں کوئی تبدیلی نہ کریں اور اس کی حفاظت کے لئے ہر ممکن اقدامات کریں۔ کانفرنس سے آخری خطاب سندھ کے مشہور خطیب مولانا صبغت اللہ جوگی صاحب کا ہوا۔

۲۶/صفر المظفر بروز جمعرات ۱۰ بجے دن ناگو موری گوٹھ مولانا دادو مری ضلع نوشہرو فیروز میں مقامی علماء کرام اور دیگر کارکنان کی ایک خصوصی نشست رکھی تھی، جس میں راقم اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی، مولانا شجاع آبادی نے حاضرین کو عقیدۂ ختم نبوت کے کام کرنے کے حوالے سے مفید مشورے دیئے اور دعا فرمائی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد خضری لطیف کالونی مورو میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بیان کیا۔

۲۷/صفر المظفر بروز جمعہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں جمعۃ المبارک کا خطاب کیا اور راقم نے جامع مسجد عثمانی دولت کالونی میں جمعہ کا بیان کیا۔

سہ پہر ۲ بجے سے ۵ بجے تک علماء کرام کی ایک خصوصی نشست زیر صدارت حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب منعقد کی گئی، جس میں مقامی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی، اس اجلاس میں نواب شاہ میں سہ روزہ رد قادیانیت کورس اور ختم نبوت کانفرنس کو حتمی شکل دے دی گئی۔ اجلاس حضرت مولانا کی دعا پر ختم ہوا۔

بعد نماز عشاء جامع مسجد کی لائن پار نواب شاہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت پر خصوصی بیان کیا۔ اللہ رب العزت اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے ہم سب کی ہر قسم کے فتنے سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

ٹاؤن شپ لاہور مجلس کے ذیلی دفتر کا افتتاح

لاہور (نامہ نگار) فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کے سدباب کے لئے سیکٹر A2 بلاک نمبر 4 ٹاؤن شپ لاہور میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا ذیلی دفتر قائم کردیا ہے جہاں سے مسلمانوں کو تحفظ ختم نبوت کے بارے میں معلومات لٹریچر اور قادیانیوں کے عقائد کی آگاہی کے بارے میں مفت لٹریچر دیا جائے گا اور ختم نبوت لائبریری بھی بنائی جائے گی، اس افتتاحی تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا مختار الحق ظفر، حافظ عتیق الرحمن، قاری عبدالستار، بھائی محمد آصف، مولانا محمد کاشف، مولانا محمد صدیق، مولانا یامین، مولانا فیض اللہ، مولانا عبدالحسیب سمیت متعدد احباب نے شرکت کی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے باہمی مشاورت سے حافظ عتیق الرحمن، قاری عبدالستار، بھائی محمد آصف کو جماعتی ذمہ دار بنایا یہ تینوں احباب مولانا ثانی کے مشورہ سے جماعتی کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے۔

مولانا رشید احمد رشیدی کا سانحہ ارتحال

بہاولنگر... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علاقہ بخشن خان بہاولنگر کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا رشید احمد رشیدی مہتمم جامعہ اشرف العلوم انتقال کرگئے۔ مولانا رشید احمد رشیدی نور اللہ مرقدہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامعہ رشیدیہ میں تقریباً ۲۲ سال تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، پھر اپنے والد مرحوم حافظ محمد عالمؒ کے قائم کردہ ادارے میں تشریف لائے اور بخاری شریف کے اسباق اپنے اساتذہ کی طرز پر پڑھائے۔ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر دن رات کام کرکے علاقہ بھر کے مرزائیوں کو نکیل ڈالی، عدالت میں، تھانے میں، عوامی اجتماعات میں، قادیانیت کے کفر کو واضح کرتے رہے اور کارکنان ختم نبوت کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ فالج کے حملہ سے کچھ عرصہ بیمار رہ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے، آپ کا اصلاحی تعلق پیر طریقت حضرت مولانا شہوار صاحب بودلہ دامت برکاتہم سے تھا۔ مولانا کا جنازہ بھی پیر جی نے پڑھایا اور آبائی گاؤں چک نمبر ۱۵۳ میں تدفین ہوئی۔ قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ مولانا کے درجات کی بلندی کے لئے دعا فرمائیں۔

امریکا میں ایک مہینہ کے اندر چوتھی مسجد کی بے حرمتی

ریاست کیلیفورنیا میں چند شرپسند امریکی عناصر نے ایک مسجد کی بے حرمتی کی اور مسجد کی دیواروں پر اسلام کے تعلق سے شدید نفرت انگیز کلمات لکھ دیے، رسول اسلام کے متعلق بھی گستاخانہ کلمات لکھ دیے۔ قریب میں یہ چوتھی مسجد ہے جس کو شرپسندوں نے نشانہ بنایا اور خانہ خدا کی بے حرمتی کی۔ ریاست کیلیفورنیا کے شمال میں واقع مسجد "الفاتحہ" کے متولی اور نگراں کمیٹی کے صدر رحمت فیلول نے کہا کہ تخریب کاروں نے مسجد کے دروازے اور کھڑکیوں کے شیشے توڑ دیے، نماز گاہ (Prayer Hall) اور مسجد کے دفتر کو بھی نقصان پہنچایا، مزید برآں دیواروں پر قرآن کریم کے آیات کی جو تختیاں لگی تھیں، ان کو نکال کر زمین پر ڈال دیا، مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کو بھی خراب کردیا، اس کے ساتھ ایک جگہ رکھے ہوئے عطیہ بکس کو بھی توڑ دیا۔

عرب اور مسلم ممالک سے سوئٹزرلینڈ کا تجارتی وسیاحتی بائیکاٹ کرنے کی اپیل

ایسیسکو کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر عبدالعزیز بن عثمان تویجری نے دنیا کے اسلامی اور عرب ممالک سے کہا ہے کہ وہ سوئٹزرلینڈ کا تجارتی اور سیاحتی بائیکاٹ کریں اور وہاں تفریح اور خرید وفروخت کے لئے بالکل نہ جائیں، وہاں کے بینکوں میں جمع کردہ رقوم نکال لیں، یہ بات انہوں نے سوئٹزرلینڈ میں ذریعہ میناروں کی تعمیر کی پابندی کے بعد کہی ہے۔

ڈاکٹر تویجری نے کہا کہ سوئٹزرلینڈ کے عوام اور ممبران پارلیمنٹ نے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق سے اپنی عداوت، نفرت اور سخت تعصب وتنگ نظری کا ثبوت دیا ہے اور کہا کہ میناروں کی تعمیر پر پابندی، عالمی قانون اور انسانی عالمی حقوق کی خلاف ورزی ہے، یہ دنیا میں بسنے والے مختلف مذاہب کی آزادی اور تہذیبوں کی روح کے خلاف ہے، اس سے مذاہب وادیان کے پیروکار آپس میں ایک دوسرے سے نفرت وعداوت رکھیں گے، اور آپسی تعاون وہمدردی اور انسانی رواداری کو شدید نقصان پہنچے گا۔

تویجری نے کہا کہ عالم اسلام کو چاہئے کہ وہ اس کا مناسب جواب دے اور اس پر اپنا رد ظاہر کرے اور مہذب انداز میں سوئٹزرلینڈ کے مسلمانوں کے غم اور دینی آزادی پر پابندی کی تکلیف میں شریک ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم سوئٹزرلینڈ کا تجارتی اور سیاحتی بائیکاٹ کریں۔

(بشکریہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، جنوری ۲۰۱۰ء)

آٹھویں سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس گمبٹ

11 مارچ 2010ء بروز جمعرات بعد نماز عصر

بمقام فاروق اعظم چوک گمبٹ ضلع خیرپور میرس

زیر صدارت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیر سرپرستی حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

مرشد المومنین ولی ابن ولی
حضرت مولانا سائیں عبدالعزیز مدظلہ
سجادہ نشین درگاہ ہیر شریف

مفکر اسلام، خطیب حریت
عبدالغفور حیدری
جمعیت علماء اسلام پاکستان

وکیل ختم نبوۃ
حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ
جانشین مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

خطابات
(انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت مولانا عبدالکریم مدظلہ
کھڑا

شیریں بیان
شیخ الحدیث حضرت مولانا
مولانا میر محمد میرک
امیر جے یو آئی خیرپور

نقیب ختم نبوت
مولانا محمد حسین ناصر
مبلغ سکھر

جمعیت مجاہد ملت
حضرت مولانا عبدالقیوم مدظلہ
درگاہ ہالیجی شریف

شاہین ختم نبوت مناظر اسلام
حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

فاضل نوجوان
مولانا محمد تجمل حسین
مبلغ گمبٹ

مجاہد ختم نبوۃ
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد
مبلغ کراچی

مقرر شعلہ بیان فخر جمعیت
علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو مدظلہ
جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان

طعام کا مکمل انتظام ہے

نوٹ: اس بابرکت کانفرنس کے موقع پر مدرسہ عربیہ مطلع العلوم رحمانیہ گمبٹ کے فارغ التحصیل علمائے کرام وحفاظ عظام کی دستار فضیلت بعد نماز مغرب ہوگی۔ انشاء اللہ

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ فون: 0243-640076 سیل: 0302-6961841

سلام زندہ باد | فرما گئے یہ ہادیٔ لانبی بعدی | تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

زیرِ صدارت

حضرت مولانا مرشدنا سائیں سجادہ نشین درگاہ ہالیجی شریف

قطب الاقطاب سیدالتقیا شمس الصوفیا سندالواصلین قطب ربانی مخدوم المشائخ ولی ابن ولی

عبدالصمد ہالیجوی

دامت برکاتہم صاحب

امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا یادگارِ اسلاف

عزیز الرحمن جالندھری

دامت برکاتہم صاحب

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تاریخی سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

قاسم پارک سکھر

بتاریخ 14 مارچ 2010 بروز اتوار بعد از نمازِ مغرب

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خواجگان قطب الاقطاب مخدوم المشائخ

خواجہ خان محمد صاحب

دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

مُلک کے جیّد علماء مشائخ عظام اور مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شمعِ ختمِ نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سکھر

071-5625463
0300-8310931
0302-3623805